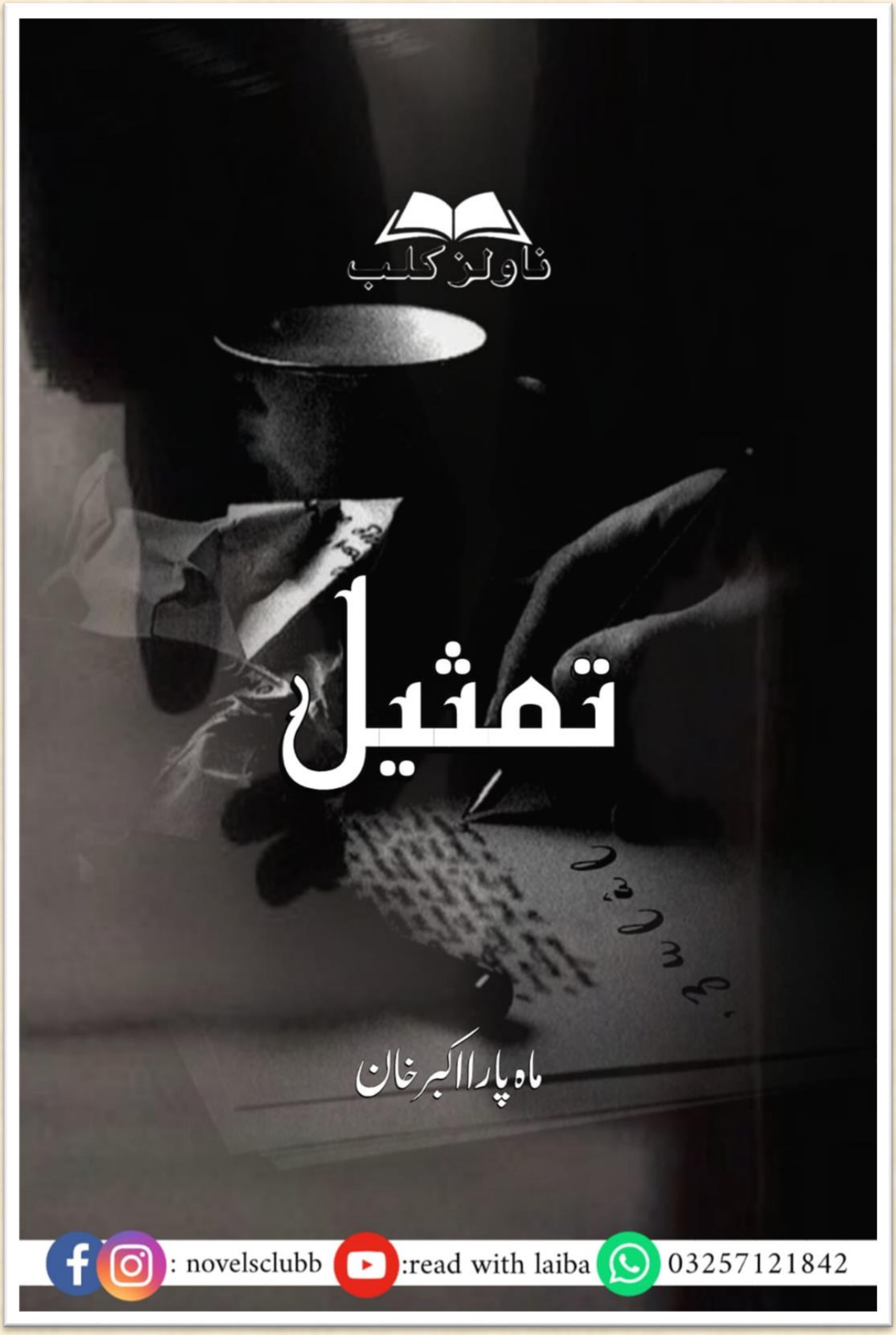
ناولز کلب
تمثیل
ماہ پارا اکبر خان
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

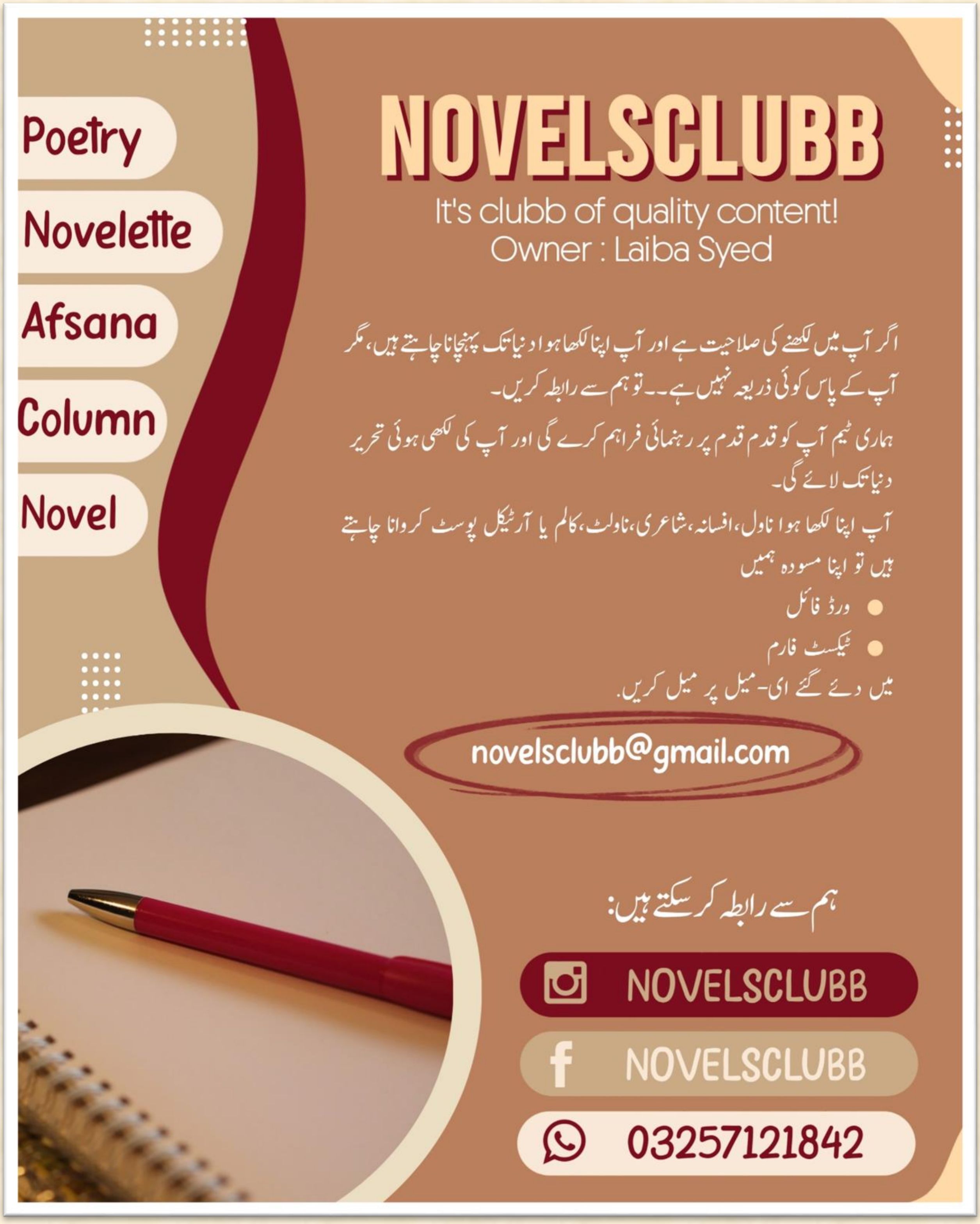

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمثیل

از قلم

ماہ پارہ اکبر خان

Clubb of Quality Content!

تمثیل

از قلم ماہ پارہ اکبر خان

قسط نمبر 2

پھٹکار کی آواز کے ساتھ کوئی چیز زمین پر گر پڑی۔ اس نے بند آنکھیں اچانک کھولیں۔

یہ شام کا وقت تھا، ہوا تیزی سے چل رہی تھی اور آسمان پر نیلے بادل چھائے ہوئے تھے۔ موسم خوشگوار تھا، اور متوقع تھا کہ رات کو بارش ہو گی۔

اس نے سرمئی رنگ پینٹ کوٹ پہنا تھا جس کی اندرونی سفید شرٹ کے اوپری بٹن کھلے تھے۔ ہوا کے جھونکوں سے کوٹ پھڑ پھڑا رہا تھا، بال جیل کی مدد سے سلیقے سے سنوارے گئے تھے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

وہ سڑک کنارے فٹ پاتھ پر سیدھ میں چلتا جارہا تھا، آنکھیں جو ویران لگتی تھیں سامنے دیکھ رہی تھیں مگر اسے جیسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ فٹ پاتھ کے ایک طرف سڑک تھی جس پر گاڑیاں چل رہی تھیں اور دوسری طرف گھنے درخت لگے تھے۔ اس کا اٹھایا گیا ہر قدم گویا تکلیف کا ایک الگ مترادف لفظ بن گیا تھا۔ اس کے کان سن ہو رہے تھے مگر ایک غار سے آتی آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تمہارا باپ"

ایک اور مردہ قدم آگے بڑھایا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سب سرخ ہونے لگا۔

"ابو۔۔۔ابو" کسی کے چیخنے کی آواز۔

"ابو۔۔ نہیں۔۔۔امی۔۔۔" پھر کسی کی روتے ہوئے فریاد۔

"تمہارا باپ۔۔۔" جملہ کسی بھی وقت مکمل ہو سکتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔

"تمہارا باپ ظالم۔۔" کسی عورت کی آواز کانوں میں سنائی دی۔

"تمہارا باپ ظالم، جابر اور بے حس۔۔۔"اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ٹانگوں میں لرزش تھی۔

"باعزت۔۔۔۔"اس نے سر جھٹکا۔اسے اس جملے کو مکمل ہوتے نہیں سننا تھا۔وہ دوبارہ نہیں سن سکتا تھا۔اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔چہرہ آنسوؤں سے مکمل تر تھا۔

"تمہارا باپ ظالم،سنگ دل۔۔۔"اسے یہ سب بھی نہیں سننا تھا۔اسے کچھ نہیں سننا تھا۔ہوا اس کے چہرے پر تھپڑ مار کر پلٹ رہی تھی۔وہ نہیں رکا تھا،وہ تو صرف تباہ ہوا تھا۔

"ظالم،نہ مرد۔۔"صرف تباہ۔

"ظالم شوہر۔۔۔"ہاں بس تباہ ہوا۔

منظر غائب ہوا چاہتا ہے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کا کمرہ اس وقت کتابوں کے ڈھیر سے بھرا ہوا تھا۔ کتابیں ترتیب سے فرش پر رکھی تھیں اور وہ سرمئی قالین پر بیٹھی تھی، مگر کسی ملکہ کی شان سے جس کی سلطنت کی رعایا قارئین ہوں اور ہتھیار سادہ سا قلم۔

اس نے بالوں کا بے ترتیب سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ لباس بالکل سادہ تھا۔ پچھلے دو دن سے وہ رات کے اس پہر کتابوں پر دستخط کرنے بیٹھ جاتی تھی۔ لیپ ٹاپ کھلا تھا جس پر لوگوں کے نام درج تھے جنہوں نے پیشگی بکنگ کروائی تھی۔ وہ ہر کتاب پر ایک سطر لکھتی پھر نیچے اپنا نام لکھ کر سائن کر دیتی۔ تبھی ایک نام دیکھ کر وہ ٹھٹکی۔

ابراہیم جادل کا نام دیکھ کر۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لب بے ساختہ مسکرائے۔ اس نے "کوچہ یار" کی ایک عدد کتاب اٹھائی۔ اس کے ایک دو صفحے پلٹائے۔ اور پھر لکھنا شروع کیا۔

"ابراہیم جادل،

اللہ آپ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے۔"

نیچے اپنا نام لکھا اور دستخط ثبت کر دیے۔ وہ خوش بھی تھی اور حیران بھی۔ اس سنکی نے اس کی کتاب prebook کروائی تھی۔ بڑی عجیب بات تھی۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

ڈائننگ ہال کی ٹیبل پر چمچ کانٹوں کی آواز وہ واحد آواز تھی جو سکوت توڑ رہی تھی۔ مرکزی کرسی پر تندرست و توانا بڑی عمر کے مرد بیٹھے تھے جو غالباً مارِب کے والد تھے۔ ان کی سنہری آنکھوں تلے جھریاں تھیں۔ داڑھی سیاہ تھی مگر سفید تنکے چھپ نہیں سکتے تھے۔ ان کے ساتھ والی کرسی پر بائیں طرف مارِب بیٹھا تھا اور مارب کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی لیزم۔ دائیں طرف والی کرسی پر اس کی ماں بیٹھی تھیں۔ یہ بڑی سی میز تھی جو ڈائننگ روم کے بیچ رکھی تھی۔ مرکزی کرسی کے پیچھے والی دیوار پر قرآنی آیت کو ہاتھ کے کام سے پینٹ کروایا گیا تھا۔ سیاہ دیوار پر سنہری چمکتے عربی حروف سے لکھی گئی قرآنی آیات لٹکی تھیں۔ بائیں طرف

والی سیاہ دیوار پر ہر طرح کا سجاوٹی سامان لٹکا تھا۔دائیں طرف والی دیوار خالی تھی اور اسی دیوار میں دروازہ تھا۔جن کرسیوں پر وہ بیٹھے تھے ان کا رنگ سرمئی تھا۔

"تمہاراGPAاس بار پھر گرا ہے۔"

خالد حسن صاحب نے کھانا کھاتے ہوئے مارب سے کہا۔مارب نے جواب نہ دیا تھا۔اسے ان کے یہ الفاظ بری طرح چبے تھے۔وہ سر جھکائے بریانی کھاتا رہا۔

"وجہ بتاؤ گے بیٹے؟"انہوں نے اسے دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا تھا اور پلیٹ سائیڈ پر رکھ دی تھی۔ٹشو سے انگلیوں کے پور صاف کیے۔مارب سر جھکائے بیٹھا چمچ سے چاولوں کو بے دلی سے ہلا رہا تھا۔

"کھانا تو کھانے دیں اُسے۔"صنم مرزا،یعنی اس کی ماں بولیں۔وہ اپنی پلیٹ میں رائیتہ ڈال رہی تھیں۔ان کا چہرہ مومی تھا،بھوری آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگا تھا۔بھورے بال جوڑے میں قید تھے جن میں سے دو لٹیں نکل کر چہرے کے دونوں اطراف گرتی تھیں۔وہ فربہ سی عورت سفید کرتا شلوار کے ساتھ ہم رنگ کاٹن کا ڈوپٹہ پہنے اچھی لگ رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content!

"مارِب۔ وجہ بتاؤ۔" اب کی بار بابا نے اپنے لہجے میں ہلکی سی نرمی لیے کہا تھا۔ مارب نے اسی طرح سر جھکائے جواب دیا۔

"اگلی مرتبہ اچھالے آؤں گا۔" اس کی بات سن کر انہوں نے تمسخر سے سر مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"گڈ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے کا 3.7gpa سے کم آئے۔ میرے سب دوستوں کے بچے یا تو میڈیکل کر رہے ہیں یا CSS آفیسر بننے کی تگ و دو میں لگے ہیں۔ اگر میں تمہیں تمہاری ضد پر BBA کروا رہا ہوں تو مجھے رزلٹ بھی اچھا چاہیے۔"

"بابا، میری تو اس بار 90 پرسنٹ آئی تھی۔" لیزم کے چہرے پر معصومیت بھرا فخر تھا۔ مارب نے چہرا اس کی طرف پھیر کر، نظریں اٹھا کر بھائی کو دیکھا جس نے ناچاہتے ہوئے اس کے جلتے زخموں پر نمک چھڑک دیا تھا۔ صنم مرزا کے ہونٹوں پر تو بے اختیار ایک ہلکی سی مسکان آئی لیکن مارب کے دل میں وہ جملہ چھری کی طرح پیوست ہوا۔

چھوٹے بہن بھائیوں کو شاید یہ لگتا ہے کہ ایسے موقعوں پر اپنے نمبر گنوا دینے سے ان کی عزت بڑھے گی مگر ایسا کرنا سراسر بڑے بہن بھائیوں کے احساسات پر وار ہوتا ہے۔

"گڈ" بابا کی زبان سے کہا جانے والا ایک تعریفی لفظ لیزم کو خوش باش کر گیا تھا۔

اسے کہہ کر وہ میز سے اٹھے اور ایک تھکی مایوس نگاہ مارب پر ڈال کر ہال سے باہر نکل گئے۔

کچھ دیر بعد ماما نے ہاتھ صاف کیے اور پھر فرصت سے مارب کو دیکھا جو انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ بھوک اب ختم ہو گئی تھی۔

"وہ سہی کہہ کر گئے ہیں۔ محنت کیا کرو۔ تم میڈیکل میں ایڈمیشن لے سکتے تھے مگر تمہاری ضد اور لاپرواہی نے تمہیں اس فیلڈ میں گھسا دیا، اب اس میں تو کم از کم اچھے گریڈز لے آیا کرو۔" ان کا لہجہ بابا کے لہجے کی طرح کھردرا نہ تھا۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس آئیں۔ اس کے گال کو نرمی سے چھوا۔

Clubb of Quality Content

"محنت کیا کرو بچے۔"

پھر وہ بھی چلی گئیں۔ مارب نے چہرے کا رخ موڑ کر لیزم کو دیکھا جو میز پر دونوں ہاتھ رکھے کرسی سے اٹھ رہا تھا۔

"کھانا کھا لیا تم نے سہی سے؟" مارب نے اس سے پوچھا۔ لیزم نے رک کر اسے دیکھا تھا۔

"میں نے تو سہی سے کھایا ہے۔ بس آپ ہی نہیں کھا رہے تھے۔" لیزم، ہر بات مسکرا کر نرمی سے کہنے والی عادت میں بھائی سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔

مارب کو اس پر بے وجہ پیار سا آیا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرایا۔ پھر اس نے لیزم کو ڈائیننگ ہال سے جاتے دیکھا۔

کچھ دیر وہ سامنے پڑے بچے کھانے کو دیکھتا رہا، پھر وہ اٹھا۔ اسے بھوک نہیں لگی تھی۔ کھانا آج ایک بار پھر ضائع ہو جانا تھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

وہ گھر سے باہر نکل آیا۔ وہ رات کو واک کے لیے نکلا کرتا تھا۔ بغیر کسی وجہ کے ویسے ہی۔ اسے لگتا تھا اسکا گھر سنسان بھوت بنگلا ہے جہاں وہ رہتا ہے اور بابا وہاں کے مجبور سپاہی ہیں جو اس کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، پر اسے اور اسکی ماں کو قید سے نکلنے نہیں دیتے۔ اور یہ قید بھی کیسی تھی کہ نہ ماں اس سے رہائی چاہتی تھیں، نہ وہ خود۔ اسے بابا سے شکوے بہت تھے۔ ناراضگیاں بھی تھیں پر وہ اس سپاہی سے نفرت نہیں کر سکتا تھا جو انہیں اس خاموشی کے پیکر گھر کی چھت تلے رکھتا ہے، مگر باحفاظت رکھتا ہے۔

گلیاں ہی گلیاں تھی مگر صاف ستھری۔ ہر گلی کے اختتام پر ایک گارڈ بیٹھتا تھا۔اسی طرح ہر دوسری گلی چھوڑ کر ایک چھوٹا سا پارک تھا جس کے پھولوں کی خوشبو اور سبز گھاس گزرنے والوں کو دعوت دیتے تھے کہ رک کر بینچ پر بیٹھا جائے۔

کچھ دیر پہلے ہی بارش رکی تھی اور ابھی موسم خوشگوار تھا۔آسمان صاف تھا۔وہ گیلی سڑک پر سیدھ میں چلتا جا رہا تھا جب ایک طرف کو بنے پارک میں پھولوں اور سبز ٹہنیوں کے پار ایک لڑکی بینچ پر بیٹھی نظر آئی۔لڑکی فون پر شاید ریلز سکرول کر رہی تھی وہ اسے دیکھ کر وہاں سے چلے جانے والا تھا کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ بے شک اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ جزبات کو ظاہر کرے، مگر یہ درست نہیں تھا۔اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی حدیں قائم رکھے، فاصلے کا خیال رکھے۔وہ ہر گز نہیں چاہتا تھا کہ اس کے جذبات عشوہ کے لیے کسی الجھن یاد کھ کا سبب بنیں۔

عشوہ نے سر اٹھایا اور اسے دیکھ کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

مگر وہ اس کی محبت سے پہلے اس کی دوست تھی۔اسے سیدھا راستہ چننا تھا جہاں جذبات چھپ جائیں اور دوستی کی قدر برقرار رہے۔

وہ لوہے کا چھوٹا سفید دروازہ پار کرتا پارک کہ اندر داخل ہوا۔وہ جس بینچ پر بیٹھی سر جھکائے فون پر ریلز سکرول کر رہی تھی،اس کے دونوں طرف اور پیچھے بوگن ویلا کے پھول سجے تھے۔لڑکی نے سرخ رنگ کا کاٹن کا فراک پہنا تھا جس پر چھوٹے چھوٹے سفید اور جامنی پھولوں کا پرنٹ تھا۔اس کے سیدھے سیاہ بال کھل کر ہوا کے باعث پیچھے کی طرف نرمی سے اڑ رہے تھے۔اور جب ہوا رکتی تو سامنے آکر اس کے چہرے اور گردن کو نزاکت سے چھونے لگتے۔

عشوہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔مارب، جس کا کچھ دیر پہلے تک مسکرانے کا کوئی ارادہ نہ تھا، بھی مسکرا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تمہیں پتہ ہے میں نے آج تقریباً آدھی سے زیادہ کتابیں سائن کر لیں ہیں۔" جب اسے لگا کہ وہ اتنا آگے آچکا ہے کہ اس کی آواز سن سکے تب وہ بولی. وہ اتنا قریب آکر ہی رک گیا تھا جتنا وہ رکنا چاہتا تھا اور جتنا اسے رکنا چاہیے تھا۔

"اچھا؟ مبارک ہو رائٹر صاحبہ۔" ایک تو وہ جب بھی اس لڑکی کو دیکھتا تھا پتہ نہیں کیوں یہ کمبخت مسکراہٹ خود بہ خود لبوں اور آنکھوں کو چھیڑنے لگتی تھی۔

"رائٹر صاحبہ مت کہا کرو۔" ایک تو جب وہ اسے رائٹر صاحبہ کہتا تھا وہ خامخواہ مسکرانے لگتی تھی۔

"کیوں۔ تم رائٹر ہو تو رائٹر ہی کہوں گا نا۔" گالوں میں ابھرتے گڑھے نمایاں ہوئے۔

"پھر میں تمہیں رائٹر صاحب کہوں؟"

"بالکل نہیں۔" مارب نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فوراً کہا۔

"پر میں تو کہوں گی۔" عشوہ نے اسے چھیڑتے ہوئے معصومیت سے کہا تو مارب نے خود کو ہنسنے سے باز رکھا۔

"اچھا کہہ لیا کرو۔" ہاں ٹھیک ہے اس نے آج تک اپنی کوئی تحریر شائع نہیں کی تھی پر اس کا یہ مطلب تو نہ تھا کہ وہ کچھ تحریر کرتا ہی نہیں ہے۔ وہ لکھتا تھا اور وہ لکھاری تھا۔

تھوڑی دیر بعد مارب اس کے ساتھ بینچ پر فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا۔ عشوہ نے فون رکھا اور مڑ کر اسے فرست سے دیکھا۔

"والک کرنے آئے تھے؟" مارب نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کرلی؟"مارب نے پھر سر اثبات میں ہلایا۔ جھوٹا۔ابھی کچھ ہی قدم تو چلا تھا۔اگر اسے لگتا ہے یہ والک ہوتی ہے تو اللہ خیر کرے اسکے ساتھ۔

پھولوں کی خوشبو ہوا میں پہلے سے زیادہ گھلنے لگی۔

"میری کتاب پر سائن کیا؟"مارب کے اپنی سائینڈ کاپی کے بارے میں استفسار کرنے پر عشوہ کو کسی کا اپنے ہاتھ سے لکھا گیا نام یاد آیا۔ا۔ب۔ر۔ا۔ہ۔ی۔م۔۔۔ابراہیم جادل۔۔۔

"ہاں۔"اس نے سب سے پہلے رابعہ، پھر فاریہ اور پھر مارب کی کتاب پر دستخط کیے تھے۔

وہ پوری اسکی طرف مڑ کر بیٹھی۔سٹریٹ لائٹ کی مدھم روشنی میں اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔

"میں نے تمہیں ایک آدمی کے بارے میں بتایا تھا نا۔وہ جو عجیب سا تھا۔جس سے میری ملاقات لائبریری میں ہوئی تھی۔شاید تمہیں یاد ہو۔"

"مجھے یاد ہے۔"مارب نے کہا۔وہ اس کی ہر بات بغور سنا کرتا تھا تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ عشوہ کی بتائی کوئی بات اسے یاد نہ رہے۔

Clubb of Quality Content!

"ہم ایک ہی ہفتے میں تین بار ملے تھے، پھر آخری دفعہ اس نے مجھ سے میرے ناول کے بارے میں پوچھا تھا۔اور میں نے اسے آفر کی تھی کہ وہ میرے ناول کے کردار کے لیے انسپاریشن بننا چاہے گا؟تو اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔افف۔اتنی شرمندہ تھی میں اس کے بعد۔کاش نہ ہی پوچھتی۔"وہ بولنے پر آتی تو بولتی چلی جاتی۔

"یہ ساری باتیں،اور تینوں ملاقاتوں کی تفصیلات تم مجھے پہلے ہی بتا چکی ہو۔"مارب نے اسے بغور دیکھ کر کہا تھا۔

"میری پوری بات تو سنو۔"عشوہ نے اسے گھورا تھا۔

"اچھا اچھا،سناؤ۔"وہ بینچ پر رخ پورا اس کی طرف موڑ کر بیٹھا۔وہ تیار تھا سننے کے لیے۔

"آج جب میں باقی کتابیں سائن کر رہی تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ اس سنکی نے میری کتاب pre book کروا رکھی ہے۔"وہ ہاتھوں کو متحرک کر کے بتانے لگی۔پھر مکمل بات کہہ کر مارب کے چہرے کے تاثرات جانچے۔

"تم حیران نہیں ہوئے؟"اسے عجیب لگا کیونکہ وہ تو بہت حیران ہوئی تھی۔

"اس میں حیران ہونے والی کیا بات تھی عشوہ؟ وہ ریڈر ہے، تم نے اسے بتایا کہ تم رائٹر ہو، اس نے تم سے تمہارا نام پوچھا، یعنی رائٹر کا نام۔ اس نے کتاب خریدنا چاہی، خرید لی۔"
مارب نے تفصیل سے اسے سمجھایا۔ لہجہ سادہ سا تھا۔

"اوہ۔۔۔ہاں۔۔۔ حیران ہونے کی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ ریڈر ہے اور میں رائٹر۔" اس نے نظریں جھکا دیں اور بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کی۔ وہ اب پرجوش نہیں لگ رہی تھی۔
مارب کو برا لگا۔ شاید اسے عشوہ کو نہیں ٹوکنا چاہیے تھا۔ وہ چپ کر کے اس کی بات سن لیتا۔
کچھ لمحے وہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

"عشوہ تمہیں حیرانی ہوئی تھی یہ جان کر کہ اس نے پری بکنگ کروائی ہے؟" وہ اسے چپ دیکھ کر بولا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ خاموش ہو کر اس سے بات نہ کرے۔

"ہاں۔" وہ سر جھکائے بیٹھی، اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی میں پہنے کڑے کو گول گول گھما رہی تھی۔

"شاید میں اس لیے حیران ہوئی تھی کیونکہ میں نے ایسا سوچا نہیں تھا، اور وہ مجھے بہت مغرور لگا تھا۔" عِشوہ نے آواز آہستہ رکھ کر کہا۔

"نام کیا بتایا تھا اسکا؟"مارب کے پوچھنے پر عشوہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"تمہیں یاد نہیں؟"عشوہ کے کہنے پر مارب نے آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔صاف جھوٹ۔

"یاد بھی کیسے ہو گا،میں اسے اس کے نام سے تھوڑی بلاتی ہوں۔"اس کے لبوں کو پر کشش مسکراہٹ چھیڑنے لگی۔اسے پھر اس طرح سے دیکھ کر مارب نے چین بھری سانس خارج کی۔

"ابراہیم جادل نام ہے اسکا۔"وہ بولی۔

"اچھا تو یہ ابراہیم صاحب ہیں جن کا کردار میری رائٹر صاحبہ اپنے اگلے ناول میں لکھنا چاہتی تھیں۔"وہ لبوں پر مسکراہٹ لیے کہہ گیا۔البتہ اس بات نے آس پاس کے پھولوں کو مرجھا دیا تھا۔یہ پھول مارب کے دل کی کیفیات سمجھ گئے تھے۔

اس کی بات پر عشوہ ہنسی تھی۔پھر کچھ دیر بعد بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پر اس نے انکار کر دیا۔" عشوہ نے کہا۔ پھر ابراہیم کا چہرہ یاد آنے پر خود سے بڑبڑائی۔

"عجیب سا تھا۔"

"کسی اور سے انسپائریشن لے لو کردار کے لیے۔" مارب نے اسے مشورہ دیا تھا۔

"تم اپنے بارے میں تو نہیں کہہ رہے؟" تنگ کرنے کے سے انداز میں کہہ رہی تھی وہ۔

مارب نے گڑبڑا کر جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔ اس کے ایسا کرنے پر وہ ہنس دی۔

"نہیں۔ میں نہیں۔۔۔" مارب کے چہرے کے اڑتے رنگ دیکھ کر عشوہ مسکرا دی۔

"تم نہیں چاہتے کہیں کسی کتاب پر تم سے متاثر کردار لکھا جائے اور لوگ اسے پڑھیں؟" اس نے جاذب نظر مسکان لیے پوچھا تھا۔

"نہیں۔ میں نہیں چاہتا کوئی مجھے پڑھے۔" سنہری آنکھوں والا لڑکا کہہ گیا۔

"بڑی عجیب بات ہے۔ میں تو بہت خوش ہوتی اگر کوئی میرا کردار کسی ناول میں لکھتا۔"

اور مارب کو لگا دنیا اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے، اگر یہ مذاق تھا تو اسے پسند آیا تھا۔ وہ اسی کے لیے تو لکھتا تھا۔ جس رات اس نے عشوہ کو شادی کے لیے پرپوز کرنا تھا، پر کر نہیں سکا تھا

،نہ ہی "تمہارے نام" دے پایا تھا،اسی رات اس نے تمہارے نام کا آخری باب انکی ملاقات پر لکھ کر چھوڑ دیا تھا اور کتاب کو دراز میں بند کر کے تالا لگا دیا تھا۔

اب شاید ہی کبھی وہ یہ کتاب دوبارہ اٹھائے۔یہ کتاب جو اس نے خود لکھی،خود ترتیب دی، خود سنواری تھی۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

آج،اس وقت،ابھی،وہ ماما کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ان کا کمرہ گھر کا وہ کمرا تھا جو سب سے زیادہ بڑا،تمام آسائشوں اور بہترین سجاوٹ سے آراستہ تھا.

سفید دیواروں پر آویزاں سامان قیمتی تھا اور اپنے اوپر خرچ کیے گئے پیسوں کا پتا دیتا تھا۔بیڈ پر سلک کی سفید چادر بچھی تھی اور بیڈ کے دائیں طرف گلاس وال تھی جس پر کریم رنگ کے پردے لگے تھے۔بائیں طرف قدآور مضبوط الماری تھی۔سامنے ایک طرف کو کریم رنگ صوفے تھے اور دوسری طرف ڈریسنگ رکھی تھی۔سجاوٹ کے دیگر سامان کو چھوڑ کر دیکھو تو عشوہ ان کے پاس بستر پر بیٹھی تھی۔

"پلیز پلیز نا ماما۔ کل چلتے ہیں نا۔ آج بھی میں نہیں جا سکی۔ بارش ہو گئی تھی۔" اس نے سی سفید شرٹ اور سیاہ ٹراوزر

"ہاں آج بارش تو ہو گئی تھی۔"

"اچھا آپ بتائیں۔ کل چلیں گی نا میرے ساتھ۔ اسی بہانے فروا آنٹی سے بھی مل لیجیے گا۔"

عشوہ ماما کو کل اپنے ساتھ iqra library لے جانے کے لیے منانے آئی تھی۔

"بچے ہمارا گھر کینٹ سے دور ہے۔ روز روز کینٹ جائیں وہ بھی لائبریری کے لیے۔ یہ اچھا آئیڈیا نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے۔ میں کون سا روز جاتی ہوں مہینے میں دو تین دفعہ ہی تو جاتی ہوں۔ اور آپ کبھی میرے ساتھ نہیں جاتیں۔ کبھی تو مجھے بھی وقت دیا کریں۔ ہر وقت کام کا بہانہ کہ سائٹ پر جانا ہے۔" وہ بگڑ گئی تھی۔ بیڈ سے اٹھ کر جانے لگی۔ ایمو شنل بلیک میلنگ میں ڈگری لے رکھی تھی اس نے۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے۔ کل چل رہی ہوں میں۔" ان کے کہنے پر عشوہ نے مڑ کر انہیں دیکھا اور تیزی سے واپس ان کے پاس آکر بیڈ پر بیٹھی۔ انہیں گلے لگایا۔ وہ ہنس دیں اور اس کے سر پر بوسا دیا۔

"تھینکس ماما۔ آئی لو یو۔"

"می ٹو۔ پر صرف دو گھنٹے کے لیے چلیں گے۔ اوکے؟" نرمی اور پیار سے اس کے بال سنوارتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔ عشوہ کی آنکھوں کا رنگ اس کے باپ پر گیا تھا۔

"اوکے۔" وہ دوبارہ ان سے گلے لگ گئی تھی۔ پھر تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ دی۔ جاتے جاتے وہ کہہ کر گئی تھی۔

"بائے، اب میں سونے جا رہی ہوں۔"

"بائے" انہوں نے اسے جاتا دیکھ کر ہلکی آواز میں کہا۔ عشوہ اپنے پیچھے ان کے کمرے کا دروازہ بند کر کے چلی گئی تھی۔ اس کے جاتے ہی وہ کچھ لمحے بند دروازے کو دیکھتی رہیں۔

ان کے کانوں میں کسی کی ہنسی کی آواز سنانے لگی۔ پھر ایک چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ انہوں نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا دی اور آنکھیں بند کر دیں۔ وہ اپنے شوہر کی یاد میں کھو گئی

تھیں۔ وہ لمحے جب وہ دونوں ہنس رہے ہوتے، کاروبار کی باتیں کر رہے ہوتے، یا عشوہ کے کارناموں پر مسکرا رہے ہوتے۔ پھر ایک خوف ناک منظر کی تصویریں دماغ میں ابھرنے لگیں۔

ٹی وی پر ایک خبر چل رہی تھی۔

"خبر ہے کراچی سے، صبح سویرے شہر کے مرکزی راستے پر ایک بھیانک حادثہ پیش آیا ہے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق، ایک قاتل واٹر ٹینکر نے قابو سے باہر ہوتے ہوئے توازن کھویا، اور اس کے راستے میں آنے والی ایک پرائیویٹ کار مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ حادثے میں کار سوار کی حالت تشویشناک بتائی جا رہی ہے جبکہ ٹینکر ڈرائیور فرار ہو چکا ہے۔ مزید تفصیلات آنے پر آپ کو آگاہ کیا جائے گا۔"

جوان سی اس عورت نے ٹی وی پر آنے والی خبر کو توجہ سے سنا تھا۔ ابھی ابھی وہ عشوہ کو سکول ڈراپ کر کے واپس آئیں تھیں۔

حال کی شمیم سجاد (عشوہ کی ماما) نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ پھر ایک دفعہ دوبارہ آنکھیں بند کر دیں۔ ان کو اب اس منظر سے خوف نہیں آتا تھا۔ وہ اسے اتنی بار جی چکی تھیں کہ گنتی بھول گئی تھیں۔ خوف نہ محسوس ہوتا تھا مگر تکلیف تو ہوتی تھی۔

اگلا منظر کچھ یوں تھا کہ وہ محمد مراد شمس (عشوہ کے بابا) کے نمبر کو بار بار کال کر رہی تھیں اور جب کال اٹھائی گئی اور دوسری طرف سے کوئی بات بتائی گئی تب ان کے ہاتھ سے فون گر گیا تھا۔

ان کے ذہن میں پلک جھپکتے ہی مزید تصاویر آ گئیں۔ وہ دن جب عشوہ چھوٹی تھی، وہ گاڑی، وہ خوشیوں بھرا گھر، اور وہ لمحہ جب ان کی زندگی ہمیشہ کے لیے بدل گئی۔ یہ لمحہ، یہ منظر، ان کے دل کو ایک خراش دے رہا تھا جو شاید کبھی مکمل نہیں بھر پائے گی۔

ایک بار پھر منظر بدلا۔ ان کی بند آنکھوں پر پلکیں لرزیں۔ یہ آخری منظر ان کے ذہن کے پردے پر ایک بار پھر دستک دے گیا تھا۔

سفید چادر میں لپٹی اپنے شوہر کی لاش کو دیکھ کر ان کے ہاتھ کانپے تھے۔

اور آج بھی ان کے ہاتھ لرزے تھے۔وہ بیڈ سے اٹھیں تاکہ لائٹ بند کر سکیں مگر ان کے بڑھتے قدموں میں جان نہیں رہی تھی۔وہ لرزتے قدم لیتی آگے بڑھی تھیں۔لائٹ بند ہو گئی تو کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔اب انہیں آج کی رات بھی محمد مراد کو یاد کرتے ہوئے نیند کی آغوش میں جانا تھا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

وہ چاروں یونی کے کیفے ٹیریا میں تھے یوں کے بہت سی میزوں میں سے ایک کے گرد چار کرسیوں پر وہ بیٹھے تھے۔ایک طرف عشوہ اور رابعہ ساتھ بیٹھی تھیں۔میز کے پار رابعہ کے سامنے مارب بیٹھا تھا اور عشوہ کے سامنے،مارب کے ساتھ فاریہ بیٹھی تھی۔وہ لوگ لنچ سے لطف اٹھا رہے تھے اور باتیں کرنے میں بھی مصروف تھے۔شاہ میر نے مارب کو ان کے ساتھ بیٹھے دیکھا تو انہی کی طرف بڑھ آیا۔تیز تیز چل کر آتا مارب کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"تم میرے دوست ہو۔بلکہ دوست تو خیر ان کے بھی ہو پر میرے تو بیسٹ فرینڈ ہو۔تو تمہارا حق بنتا تھا کہ تم میرے ساتھ بیٹھو۔" خفگی سے دیکھتے شکوہ کرنا بجا لگا تھا اسے۔

"ساری کلاسز تمہارے ساتھ ہی لیتا ہوں نا۔ بیٹھتا بھی تمہارے ساتھ ہوں۔اس وقت تو یہاں بیٹھنے دو۔" شاہ میر کا بس نہیں چل رہا تھا اسے کھینچ کر اٹھا لے اور وہ ایسا کرنے ہی لگا تھا کہ رابعہ اسے دیکھ کر بولی۔

"چلو بیٹا، نکلو۔" ہاتھ کے اشارے سے جانے کا اشارہ بھی کیا۔

"وہ نہیں بیٹھنا چاہتا نا تمہارے ساتھ۔ ویسے بھی تم جب بھی بولتے ہو بے تکا ہی بولتے ہو۔" وہ ضرور اسے جواب دیتا اگر اسے یقین نہ ہوتا کہ آگے سے وہ اسے کوئی سخت جملہ سلامی میں ضرور دے گی۔

"اٹھو مارب۔" شاہ میر نے نہ رابعہ کی بات پر کان دھرے تھے نہ ہی اسے دیکھنے کی زحمت کی۔ نظرانداز کر رہا تھا وہ یقیناً۔

"شاہمیر تم دوسری جماعت کے بچے ہو کیا؟" کہنے والی پھر سے رابعہ تھی۔

شاہمیر نے اسے دیکھا اور دانت نکال کر دکھائے۔ یہ اسے چڑانے کا اپنا انداز تھا اسکا۔ اس کے ایسے کرنے پر رابعہ نے لمبی گھنی پلکوں والی آنکھیں گھمائیں۔ فاریہ چپ چاپ کھانا کھا رہی تھی۔

"چلو آرہا ہوں۔"مارب نے اس بے چارے کی شکل دیکھی تو ترس آگیا اس لیے کہتے ساتھ ہی وہ اٹھ بھی گیا تھا۔اب کے شاہ میر سہی والا مسکرایا اور جتاتی نظر ان تینوں لڑکیوں پر ڈالی۔

"چھوڑو مارب۔مت جاؤ۔"فاریہ نے مارب سے کہا پر اس نے فاریہ کی بات ان سنی کر دی۔ شاہ میر اس کا اچھا دوست تھا۔وہ اسے ناراض تو نہیں کر سکتا تھا ناں۔

ابھی وہ شاہ میر کے ساتھ بڑھتا کہ فاریہ کے کہنے کے فورا بعد ہی عِشوہ بولی۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔بیٹھو یہیں شرافت سے۔"

"چپ چاپ بیٹھ جاؤ مارب، کوئی ضرورت نہیں ہے اس کے ساتھ جانے کی"رابعہ نے بھی کہا۔

اور وہ بے شرم اگلا قدم بڑھانے سے پہلے ہی واپس بیٹھ گیا۔خجالت بھری مسکراہٹ سے شاہ میر کو دیکھا اور کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب دیکھو تین لڑکیاں اتنا insist کر رہی ہیں تو مجھے اچھا نہیں لگے گا ان کا دل توڑتے ہوئے۔" شاہمیر کو وجہ بتائی۔ شاہ میر کا صدمے کے مارے منہ ہی کھل گیا تھا۔ رابعہ زور سے ہنس دی۔ پھر گلا کھنکھارنے لگی۔

"بڑے ہی کوئی بے غیرت ہو ویسے۔" شاہ میر یہ جملہ مارب کو کہہ کر وہ ان کے پیچھے والی میز پر جا بیٹھا۔ رابعہ اور عشوہ کی اس کی طرف پشت تھی جبکہ وہ آرام سے مارب کو گھور سکتا تھا اور وہ یہی کر رہا تھا۔

مارب نے اسے گھورتا دیکھ کر ہنسی روکنے کو لب آپس میں دبائے تھے۔ فاریہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ دل کی دھڑکن لمحے بھر کو بگڑ گئی، پھر وہ دوبارہ کھانا کھانے لگی تھی۔

"رابعہ تم شادی کے لیے کیسا آدمی پسند کرو گی؟" ان تینوں کو پتہ تھا شاہ میر رابعہ کو پسند کرتا ہے۔ جانتی تو خود رابعہ بھی تھی پر وہ ماننے کو تیار نہ تھی۔ عشوہ کی اس بات پر شاہ میر نے اپنے کان ان کی باتوں پر دھرے۔ فاریہ اور مارب نے اداکاری کرتے تجسس سے رابعہ کو دیکھا جیسے واقعی جاننا چاہ رہے ہوں کہ وہ اپنے لیے کیسے شخص کو شادی کے لیے پسند کرے گی۔

رابعہ کچھ دیر سوچتی رہی۔

"اوہو۔رابعہ جی آپ تو مسکرا بھی رہی ہیں۔" چھیڑ کر کہنے والی فاریہ تھی۔مارب ہنس دیا تو باقی تینوں بھی ہنسیں۔ادھر اکیلا بیٹھا شاہمیر منہ میں کچھ بڑبڑایا۔

"پہلے تم بتاؤ عشوہ۔" رابعہ پوری عشوہ کی طرف گھومی اور چیلنج کرنے والے انداز میں اسے کہا۔عشوہ کا چہرا باقاعدہ تورپر گلابی پڑ گیا تھا۔فاریہ نے چہرہ ترچھا کر کے مارب کو دیکھا جس کی نگاہیں عشوہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں نہیں کروں گی۔" عشوہ رابعہ کو دیکھ کر اعتماد کے ساتھ کہا۔

مارب نے ایک نظر شاہ میر کو دیکھا جو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے ابھی اٹھ آئے گا اور مارب کو یہیں ہلاک کر دے گا۔

"میں ابھی آتا ہوں۔وہ گھور رہا ہے۔" ان تینوں کو ایک ساتھ بتاتے ہوئے مارب کرسی سے اٹھا۔کسی نے اسے نہ روکا۔وہ جا کر شاہمیر کے ساتھ بیٹھ گیا۔شاہمیر نے اسے ایسے نظر انداز کیا جیسے ابھی وہ اسے گھور نہیں رہا تھا۔وہ یوں انجان بنا بیٹھا رہا جیسے اسے بھنک ہی نہ پڑی ہو کہ کوئی اس کے ساتھ آ کر بیٹھا ہے۔مارب کو یقین ہوا کہ وہ نظر انداز کر رہا ہے تو اس کی بچائی ہوئی پاستا کی پلیٹ اپنے سامنے رکھی۔شاہمیر نے اپنی پلیٹ کو اپنے سے دور جاتے دیکھا۔

Clubb of Quality Content

مارب نے ابھی پہلا نوالا چمچ سے منہ میں ڈالا ہی تھا اور دوسرا لینے لگا تھا کہ شاہمیر نے اسے گھوری دے کر پلیٹ واپس اپنی طرف کی۔

"تم سے نہیں بانٹ رہا میں۔"

"تمہیں میں نظر کیسے آگیا؟ مجھے تو لگا تھا میں اپنی غائب ہونے والی طاقت کی بنا پر تمہیں نظر ہی نہیں آرہا!" شاہمیر ہلکا سا ہنسا پھر آنکھیں گھمائیں اور پاستا کو چمچ میں ڈال کر مزے سے کھانے لگا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"مردوں کے معاملے میں میری ایک پسند نہیں ہے۔" رابعہ کی آواز شاہمیر کے کانوں میں سنائی دی تو پاستا کھاتے کھاتے اسے کھانسی آگئی۔ مارب نے زور سے دو تین تھپڑ اس کی کمر پر لگائے۔ شاہمیر نے اس کی بازو پکڑ کر جھٹکے سے خود سے دور کیا کیونکہ اسے مفت کے تھپڑ نہیں کھانے تھے۔

"دیکھو۔مجھے ناہر چیز extreme level پر پسند ہے۔چیزیں نارمل ہوں تو زندگی بورنگ سی لگتی ہے۔اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ میری زندگی تھرل سے بھری پڑی رہے۔"

شاہمیر نے کھانا چھوڑ دیا تھا۔وہ پوری توجہ کے ساتھ ان کی باتیں سن رہا تھا۔

عشوہ اور فاریہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنسی روکی۔انہیں پتا تھا رابعہ کیا کہنے والی ہے۔

رابعہ نے سامنے کندھے پر آئے بال پیچھے کیے۔

"یا تو بندہ نہایت ہی مذہبی ہو، پانچ وقت کا نمازی، شریف، کسی عورت کو دوسری نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے۔عام لڑکوں والی بری عادات اسے کبھی چھو کر نہ گزری ہوں۔ نظریں جھکی رہتی ہوں ہر وقت۔عورتوں کی عزت کرنا جانتا ہو اور ان سے احترام سے بات کرتا ہو۔حج و عمرہ بھی کیا ہو۔زکوٰۃ بھی دیتا ہو۔ تسبیح بھی پڑھتا ہو تو ماشاءاللہ یہ بھی اچھی بات ہے۔"

شاہمیر بغور اس کی ساری باتیں سن رہا تھا۔اس نے اپنی ٹھوڑی کھجائی تھی۔

"یا پھر شرابی، نشئی، چرسی، جوا بھی کھیلتا ہو، لڑائی جھگڑے کرنا تو اسکی ہوبی ہو۔"

اس کے ایسا کہنے پر شاہ میر کا چہرہ کسی گھبرائے ہوئے بچے کی طرح ہو گیا تھا۔اس نے مڑ کر مارب کو دیکھا جس نے بہ مشکل خود کو ہنسنے سے روکا تھا۔

"توبہ استغفراللہ۔"شاہمیر کی زبان سے الفاظ ادا ہوئے۔

مارب نے سر جھکا لیا۔اسے دیکھ کر ہنسی جو آ رہی تھی۔

"ایک دو قتل بھی کیے ہوں۔"سالن میں لقمہ ڈبو کر مزے سے کہنے والی فاریہ تھی۔

"چار پانچ سال جیل میں گزار کر آیا ہو۔سی کلاس کا قیدی ہو تو میرے لیے بہترین رہے گا"

عشوہ ہنس دی تھی۔پھر ہنسی روکتے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"ہاں پر دل کا اچھا ہو۔"عشوہ نے بھی لقمہ ڈبویا۔

"نہیں دل کا بھی اچھا نہ ہو۔کوئی اچھائی نہ ہو اس میں۔کہا نا مجھے تھرل چاہیے۔"رابعہ کی آنکھیں چمک رہی تھیں مگر وہ سنجیدہ لگ رہی تھی۔

"ہم پتہ کروائیں کسی کے گھر کے پاس نشئی بیٹھتے ہیں تو ان میں سے کوئی ڈھونڈ لیں تمہارے لیے؟"فاریہ کو سالن مزے کا لگا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ارے نہیں۔ صرف نشئی نہیں ہوناں۔۔۔سب برائیاں ایک ساتھ ہوں اس میں۔"

"تمہارے گھر جو دودھ والا آتا ہے وہ بھی تو سگریٹ پیتا ہے۔" عشوہ نے سنجیدگی سے مفید مشورہ دیا۔ادھر شاہمیر کی حالت غیر ہو رہی تھی اور مارب کا چہرہ سرخ۔

"سگریٹ چھوٹی چیز ہے۔ بڑے نشے کرے۔چرس پیے تو بات بنے۔" پتہ نہیں کس طرح اس نے خود کو ہنسنے سے باز رکھا ہوا تھا۔

"اور ڈومیسٹک وائلنس بھی کرتا ہو۔" فاریہ نے تو اضافی مسالہ ڈال دیا پر رابعہ کا سالن کڑوا ہو گیا۔

"نہیں ڈومیسٹک وائلنس میں کروں گی۔اس کی ایسی مجال کہاں!" وہ تینوں زور سے ہنسی تھیں۔شاہمیر نے چہرہ یک دم موڑ کر مارب کو دیکھا تھا جو ہنسی روکنے کی تگ ودو میں سرخ انگارہ ہو گیا تھا۔

"اب میں اس کے لیے ایسا خراب تو نہیں بن سکتا۔" شاہ میر کے اچانک سے کہنے پر مارب سر جھکا کر زور سے ہنس دیا پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"وہ تم سے بہت اوپر کی چیز ہے۔" وہ ابھی تک ہنس رہا تھا۔ان تینوں نے مڑ کر اس میز کو دیکھا جہاں وہ دو بیٹھے تھے۔اور وہ پھر سے ہنس دیں۔شاہمیر کے علاوہ وہ چاروں ہنس رہے تھے۔یہ بات شاہمیر کو خاص پسند نہ آئی تو وہ اٹھ کر کیفے سے باہر کی طرف بڑھ دیا۔مارب بھی اٹھ کر اس کے پیچھے گیا۔ہنسی روکی۔وہ تینوں ان دونوں کو جاتا دیکھتی گئیں پھر ایک دوسرے سے نظروں کا تبادلہ کیا اور ہنستے ہوئے ایک دوسرے کو تالی ماری۔

مارب اس کے قریب آچکا تھا۔وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے۔شاہمیر کی رفتار ضرورت سے زیادہ تیز تھی اور مارب اس کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بڑی ہنسی آرہی تھی نا ان کی باتوں پر۔جاؤ انہی کے ساتھ جا کر ہنسو۔" مارب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب ہنسی آجائے تو روکی تھوڑی جاسکتی ہے۔ویسے میں نے کوشش بڑی کی تھی کہ نہ ہنسوں۔" شاہمیر نے اسے گھور کر دیکھا اور رک گیا۔مارب کو بھی رکنا پڑا۔

"میرا دل کر رہا ہے تمہیں اٹھا کر دور پٹخ دوں۔" وہ ایسا کر بھی دیتا اگر مارب انسان کی جگہ کوئی چیز ہوتا۔ قد کاٹھ دونوں کا تقریباً ایک جیسا تھا. وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"میرا کیا قصور۔اور تمہیں کیا ہوا ہے۔ وہ مذاق ہی کر رہی تھی۔"

"بے ہودہ مذاق تھا۔مجھے پسند نہیں آیا۔"

"تو وہ تمہیں سنانے کے لیے تھوڑی کہہ رہی تھی۔"

"وہ مجھے سنانے کے لیے ہی کہہ رہی تھی۔"

"تم نشے کرتے ہو کیا؟" ذرا آگے جھک کر رازداری سے پوچھا۔

"مارب اب ایک اور لفظ کہا تو میں نے تمہاری عینک توڑ دینی ہے۔" انگلی سے اس کی عینک زبر دستی پیچھے کرتے ہوئے چبا کر بولا۔مارب نے خود کو اس سے دور کیا۔عینک کے معاملے میں مذاق نہیں۔

شاہمیر نے اگلا قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ مارب بولا۔

Clubb of Quality Content

"تمہیں کس نے کہا تھا اس سے ہی۔۔وہ کیا کہتے ہیں۔۔ہاں۔محبت۔ تمہیں کیا صرف اسی سے محبت ہونی تھی؟"مارب کے کہنے پر شاہمیر نے اسے دیکھا۔ساری کوفت ایک سوال دور کر گیا تھا۔

"ہو تو کسی سے بھی سکتی تھی۔اور ایک بار نہیں کئی بار لیکن دل کا کیا کریں صرف اسی پر آیا اور صرف اور صرف اسی سے محبت ہوئی۔"ایک نئے انداز سے کہا تھا۔"صرف"پر زیادہ زور دیا تھا کہ بتانا چاہتا تھا رابعہ اس کے لیے واحد ہے۔

مارب نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"اب کسی پر نہیں آئے گا تمہارا یہ سو کالڈ دل؟"مارب اس سے اس کے پسندیدہ سوال پوچھ رہا تھا۔

"جس پر آنا چاہیے تھا آ گیا۔اب کسی پر نہیں آئے گا۔"بھرپور مسکرا رہا تھا وہ۔مارب کا دل کیا اسے مزید تنگ کرے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"واقعی ہی اب کسی پر نہیں آئے گا؟" پوچھا یوں کہ سامنے والے پر صاف ظاہر ہو کہ مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں۔ تمہاری باتیں مذاق لگ رہی ہیں اور شاہمیر کا دل کیا اس بار سچ میں اس کی عینک اتار کر توڑ دے۔

"میرا دل ہے ناں۔ مجھے زیادہ پتہ ہے۔" تپ کر کہا۔ پھر کچھ یاد آنے پر دانت دکھائے۔

"تم بتاؤ۔ عشوہ کو ہی کیوں پسند کیا؟" مارب ہکا بکا اسے دیکھے گیا۔ الفاظ جوڑنے میں وقت درکار تھا۔ کچھ دیر بعد وہ ہلکے سے بولا۔

"میں نے کبھی نہیں کہا مجھے وہ پسند ہے۔" اس نے کبھی کہا نہیں تھا بس لکھا تھا۔

"زبان نہیں کہتی آنکھیں تو کہتی ہیں ناں۔" اب تنگ کرنے کی باری شاہمیر کی تھی۔

"کیسی باتیں کر رہے ہو پاگل۔" مارب ہنسا تھا۔ بات بدلنا چاہی۔ یہ اسکی آنکھیں اسکا پردہ رکھنا کیوں نہیں جانتی تھیں۔ اسے ان پر غصہ آیا تھا۔

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے دیوداس۔ اس دن جواب دیے بغیر اٹھ گئے تھے ناں۔" شاہمیر شرارت کرتی آنکھوں سے دیکھ کر کہہ رہا تھا۔

"کونسا دن۔ کون سا جواب۔"

"اوہ بنو مت اب۔" شاہمیر نے ہاتھ جھلایا۔

"اس دن میں نے عشوہ کو جواب دے دیا تھا۔" اس کے انکشاف پر شاہمیر کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔ شرارتیں ختم ہوئیں اور تجسس نے جنم لیا۔

"کیا؟! کیا کہا؟ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا گدھے؟" وہ پر جوش ہو گیا تھا۔ "بتاؤ کن الفاظ میں کنفیس کیا تھا۔ وہی الفاظ بتاؤ جو بولے تھے۔"

"میں نے اس سے کہا تھا، اس سوال کا جواب نہیں ہے۔" شاہمیر کے چہرے کی مسکان پھیکی پڑی۔

"کیا مطلب۔"

"سوال تھا کہ کیا میں اسے پسند کرتا ہوں؟ تو میں نے جواب دے دیا کہ سوال کا جواب "نہیں" ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا"

مارب نے سوچا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے کیونکہ دل نے اپنے اندر ایک اہم بات چھپالی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"Because you love her"

اسے حیرت کا صدمہ لگا۔ تو کیا لوگ اس کی آنکھیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور دل کے رازوں سے بھی واقف ہیں؟ اسے یہ سب روکنا ہوگا۔ پر کیسے؟

وہ چہرا موڑ کر سیدھ میں چلنے لگا۔ شاہمیر بھی ساتھ ہی چل دیا۔

"Because I love her"

لب خاموش تھے۔

مگر محبت کی گواہی زبان نہیں قلب دیا کرتا ہے۔ زبان نہ سہی دل تو اقرار کرتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور پھر۔۔۔

"اگر تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے۔۔۔ یا اگر ہو چکی ہے۔۔۔ تو مجھے معاف کر دینا۔ میں تم سے محبت نہیں کر سکتی۔" عشوہ کی کہی بات سماعتوں میں سنائی دی۔ وہ سوچتے ہوئے سوگوار سا مسکرا دیا۔

"And she will never love me back"

کہانی کا آخری باب اسی رات لکھ دیا گیا تھا اور ختم شد کی مہر لگائی گئی تھی جس رات عشوہ نے اسے انکار کیا تھا۔ مگر آج دل و دماغ نے نجانے کیسے یہ بات مان لی تھی کہ ایک اور کہانی کبھی شروع نہیں ہو گی۔ ایسی کہانی تو بالکل نہیں جس میں وہ انتظار کرے اور وہ اقرار۔ کیونکہ اس میں اس انتظار کو کرنے کی سکت باقی نہ رہی تھی جس کا انجام ایک بار پھر دل کا ٹوٹنا لکھا تھا۔

کچھ حقیقتوں کا انکشاف ہو جانا تکلیف دیتا ہے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

ناولز کلب
Club of Quality Content

آج شام اس نے مما کے ساتھ iqra library جانا تھا۔ وہ اپنی دوست سے مل لیں گیں اور وہ اپنی پہلی کتاب کو لائبریری کے کسی خانے میں رکھوا دے گی۔

مگر ہوا یہ کہ ماما نہ جا سکیں۔ انہیں کسی ضروری کام سے گھر سے جانا پڑ گیا تھا۔

اس نے پستا رنگ کی چھوٹی کرتی جس پر سفید چکن کاری کا کام ہوا تھا کے نیچے سفید رنگ کا پلازو پہنا ہوا تھا۔ بال کھلے چھوڑ کر، چہرے کے دونوں اطراف سے دو لٹوں کی باریک چٹیا

لے کر پیچھے سفید پھول والے کیچڑ سے جوڑ رکھی تھیں۔وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑی لپ گلاس ہونٹوں پر لگا رہی تھی۔

کمرے سے باہر نکل کر کلائی میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا۔اسے پتہ تھا ماما اب تک جاگ چکی ہوں گی۔وہ اسے بتا کر گئیں تھیں۔وہ گھر سے باہر نکل آئی۔گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ لائبریری کے اندر داخل ہوئی تھی۔ابھی وہ سامنے بنے ریسیپشن ڈیسک کے آگے کھڑی اپنی ماما کی دوست فروا سے باتیں کر رہی تھی۔فروا کے ہاتھوں میں اس کی کتاب تھی۔

"چلیں اب میں چلتی ہوں۔کسی اور دن پھر آؤں گی۔"عشوہ نے کہا۔

انہوں نے اسے پیار سے دیکھ کر کتاب ڈیسک پر رکھی۔اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔

"میں یہ کسی شیلف میں رکھوا دوں گی۔"

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے۔آپ کا بہت شکریہ۔"عشوہ کہہ کر واپس پلٹی تھی۔رخ خارجی دروازے کی جانب تھا۔

"عشوہ۔"انہوں نے آواز دی تو وہ واپس ان کی طرف مڑی۔

"جی؟"

"اس پر سائن کردو۔"عشوہ ان کے قریب چلی آئی۔اپنی کتاب اٹھا کر اسکا کوور دیکھنے لگی۔ پھر مسکرا کر انہیں دیکھ کر کہا۔

"اب یہ لائبریری کی کتاب ہے۔میں اس پر لکیریں نہیں کھینچ سکتی۔سوری۔"وہ ہنس دیں۔ اسے دیکھ کر سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"اوکے۔"ساتھ ہی وہ کمپیوٹر پر کچھ ٹائپ کر رہی تھیں۔

وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔پارک سے ہوتے ہوئے صاف ستھری سڑک پر قدم بڑھاتے ہوئے وہ پارکنگ لاٹ تک آئی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔گاڑی سٹارٹ کی پر وہ نہ ہوئی۔ایک دفعہ۔دو دفع۔کوئی فائدہ نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابھی تو سہی چل رہی تھی۔" منہ میں بڑبڑائی۔ دوبارہ سٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ بے فائدہ۔

گاڑی کو اچھے سے جانچنا چاہا کہ مسئلہ جان سکے۔ مسئلہ سمجھ نہ آیا تو مکینک کو کال کی۔ انہوں نے کہا وہ آرہے ہیں گاڑی کو شوروم لے جانے۔

اس نے ماما کو کال کر کے پوری بات سمجھا دی اور کہا ہو سکتا ہے وہ تھوڑی دیر سے گھر پہنچے۔ انہوں نے اسے کہا تھا وہ کسی دوست کے گھر چلی جائے کچھ دیر کے لیے۔ مگر کال پر ان سے بات کرنے کے بعد کال کاٹ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھ دی تھی۔ وہ ماما سے ناراض نہ تھی۔ اسکو ان کے کام کی نوعیت کا اندازہ تھا۔ یہ بھی کہ وہ کتنا مصروف رہتی ہی اور کام کے سلسلے میں کسی بھی وقت جانا پڑ سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ اسے مکمل توجہ دینے کی کوشش کرتی رہتی تھیں اور یہ بات وہ جانتی تھی۔ اسے ان پر پیار آتا تھا۔ وہ اس دنیا میں اسکا سہارا اور سکون تھیں۔ اسکی گوٹو پرسن۔ اس کی دوست۔ اس کی ماں۔

وہ لائبریری میں پھر سے داخل ہوئی تو فروا آنٹی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ اس سے پوچھتیں کہ کیا ہوا جب وہ خود سے ہی بول اٹھی۔

"گاڑی خراب ہو گئ ہے۔مکینک کو بلایا ہے۔میں کچھ دیر اندر بیٹھ کر کوئی کتاب پڑھوں گی۔"انہوں نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا اور نظریں واپس کمپیوٹر پر جھکا کر کام کرنے لگیں۔

وہ اندر داخل ہوئی۔اپنا پسندیدہ کوزی کارنر ڈھونڈا۔یہ کونا یوں تھا کہ سرخ رنگ کے گدے والی چھوٹی سی نرم سی کرسی پڑی تھی اور پیچھے گلاس وال تھی۔

وہ اپنی جگہ کو خالی اور محفوظ دیکھ کر ایک شیلف کی طرف بڑھ دی۔ڈھونڈ کر کوئی اردو ناول اٹھایا تھا۔وہ اپنے بیٹھنے کی مخصوص جگہ بڑھنے لگی تھی کہ ایک ثانیے کو رک گئ۔سامنے کی میز جس پر بہت سے لوگ بیٹھے تھے پر اس کی نگاہیں،اس ایک شخص پر مرکوز ہوئیں جس نے آج لباس میں سفید کرتا شلوار پہنا تھا۔اسکا سر اٹھا تھا پر نظریں کتاب کہ صفحوں پر جھکی تھیں۔کچھ لمحے وہ خود سے لڑتی رہی کہ نظر انداز کر کے اپنی پسندیدہ پر سکون جگہ پر جا کر بیٹھ کر کتاب کے صفحوں کی ورق گردانی کرے۔پہلے جب بھی وہ ملے تھے تو اسے کافی بے عزت کر چکا تھا۔وہ الگ بات تھی کہ عشوہ نے اس کی کوئی بھی بات دل پر نہیں لی تھی۔البتہ اسے یہ احساس تھا کہ وہ اسے اپنے ارد گرد دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ہاں مگر اس سنکی نے اس کی کتاب بھی

تو خریدی تھی۔اتنا برا بھی نہیں تھا وہ۔ تھوڑی دیر بات کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔اس نے دلیلیں خود کو سنائیں۔اگلا ہی قدم وہاں بڑھا جہاں وہ بیٹھا تھا۔

وہ اس کے ساتھ ایک خالی کرسی چھوڑ کر دوسری پر بیٹھی۔کسی کی آمد پر ابراہیم نے چہرہ موڑ کر اس "کسی" کو دیکھا۔لمحے بھر کی بات تھی اور وہ حیران ہوا تھا،لب ہلکے سے مسکرائے تھے۔پھر وہ سنجیدہ ہو گیا۔

"چوتھی ملاقات۔رائٹ؟" وہ اسے دیکھ کر بولی۔ابراہیم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"چوتھی ملاقات۔"اس کی بات کی تصدیق کی۔

وہ واپس چہرہ موڑ کر کتاب پڑھنے لگا۔عشوہ نے بھی اپنی کتاب کھولی۔وہ دونوں یوں ظاہر رہے تھے کہ ساری توجہ کتاب پر لکھے الفاظوں پر ہے۔سچ تو یہ تھا کہ وہ اس کے پاس سے آتی عطر کی خشبو محسوس کر سکتی تھی اور وہ اپنے سے کچھ فاصلے پر بیٹھی لڑکی کے کھلے بالوں کی جھلک دیکھ سکتا تھا۔

"اب تو مجھے واقعی لگ رہا ہے۔ آپ میرا پیچھا کر رہی ہیں۔ جہاں جاتا ہوں وہاں ہوتی ہیں۔" وہ خود سے بولا تھا پر وہ سن گئی تھی۔ عشوہ نے ضبط سے گہرا سانس لیا اور آواز ہلکی رکھ کر یوں بولی جیسے خود سے کہا ہو۔

"یہ بات میں آپ کو بھی کہہ سکتی تھی۔" ابراہیم نے چہرہ موڑ کر اسے ایک نظر دیکھا جس کی نظریں کتاب کے پنوں پر جھکی ہوئی تھیں۔ ایک نظر کی جھلک میں وہ اسکی لمبی پلکیں دیکھ گیا تھا۔ فوراً چہرہ موڑ کر کتاب کے الفاظوں کو پڑھنے لگا۔

کچھ دیر وہ دونوں مطالعہ کرنے میں مصروف رہے۔ عشوہ نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا جو اب تک پڑھ رہا تھا۔

"جس بھی لائبریری میں، میں جاتی ہوں۔ آپ ملتے ہیں۔ کیا کراچی کی ہر ایک لائبریری چھاننے کا ارادہ رکھتے ہیں؟" اس نے عام سے لہجے میں سوال کیا تھا۔

"یہ بات تو میں آپ کو بھی کہہ سکتا تھا۔" موصوف نے بغیر دیکھے کہا۔ عشوہ نے لب آپس میں بھینچ دیے پر وہ مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

Clubb of Quality Content

"ویسے آپ رہتے کہاں ہیں؟ دیکھا جائے تو فرایئر ہال اور اقرہ لائبریری کافی دور دور ہیں۔ نہیں معلوم کہ آپ کا گھر اِس لائبریری کے قریب پڑتا ہے یا اُس کے۔ پر ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے آپ کو لمبا سفر طے کرنا پڑتا ہو گا۔" وہ اسے دیکھ رہی تھی، وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ عشوہ بہانے ڈھونڈ رہی تھی اس سے بات کرنے کے، وہ ایسا کیوں کر رہی تھی یہ وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"آپ مجھے پڑھنے دیں گی؟" وہ جب کتاب پر لکھے الفاظوں میں مکمل تور پر غرق ہو گیا تھا اور تصوراتی دنیا کی سیر میں مگن تھا تب ہی اس لڑکی کو بولنا تھا کیا؟

"نہیں۔ پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کے پاس بتائیں اتنا فارغ وقت ہے کہ دو الگ الگ لائبریریز جاتے ہیں، صرف پڑھنے کے لیے؟" ابراہیم نے اس کی بات سنی تھی اور کتاب پر لکھے الفاظ دھندلانے لگے تھے۔

"ہاں ہے۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"واؤ۔ کاش میرے پاس بھی ہوتا۔" دلچسپی سے کہا۔ ابراہیم کو لگا تھا وہ اسکا مذاق اڑا رہی ہے۔ سہی لگا تھا۔

"یقین نہیں آتا آپ کے جیسا مرد کتابیں پڑھتا ہے وہ بھی لائبریری آکر۔" عشوہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ابراہیم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ ایسا کرنے پر بال ماتھے پر گرے تھے۔ سرمئی آنکھوں میں خفگی کی ہلکی سی خفگی کی رمق تھی۔

"جی پڑھتا ہوں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔" پھنک کر کہا تھا۔ عشوہ نے زبط سے لب بھینچ دیے۔ چہرہ جھکا کر کتاب پڑھنے لگی۔ ابراہیم نے اسے کھن انکھیوں سے دیکھا تھا۔ پھر سر جھٹکا۔

وہ سر جھکائے کتاب پر لکھے الفاظ دیکھتی رہی اور وہ بھی ایسا ہی کرتا رہا۔ کافی دیر وہ دونوں اسی طرح ورق گردانی کرنے میں مصروف رہے۔

اور کچھ عجیب سا تو ابراہیم کے ساتھ ہو رہا تھا کیونکہ اب جب وہ خاموش تھی تو اسکا خاموش رہنا اسے برا لگ رہا تھا۔ کیا پتہ عشوہ کو اس کی بات بری لگ گئی ہو۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کیا وہ اس سے خود ہی بات کرے؟ وہ چپ کیوں ہو گئی ہے؟ بولے بھی سہی کچھ۔ اتنی خاموش کیوں؟ بتائے کیا پڑھ رہی ہے؟ کیا لکھتی ہے؟ اس سے اس کے بارے میں پوچھے؟ وہ جواب نہیں

Clubb of Quality Content

دے گا پر وہ پوچھے تو سہی۔ یہ وہ کیا کیا سوچ رہا تھا اور کیوں سوچ رہا تھا! ؟اس نے سر جھٹکا اور خود پر حیران ہوا۔

وہ۔۔۔ابراہیم جادل اور کسی عورت ذات کے بارے میں اتنا سوچے ؟اس سے بات کرنے کے لیے بے چین ہو؟ یہ تو ناممکنات میں سے ایک بات تھی۔ ممکن کیوں ہوتی نظر آ رہی تھی؟

اس نے سر ایک بار پھر خود سے بے زار ہوتے سر جھٹکا تھا۔ کن اکھیوں سے عشوہ کو دیکھ سکتا تھا۔ وہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا پر الفاظ تصویریں نہیں بنا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد اس نے فیصلہ کیا کہ تھوڑی دیر تصور کی دنیا کو چھوڑ کر حقیقت کی زندگی کے پار کے مناظر دیکھے جائیں۔ یہ بھی تو خوبصورت تھے۔

"میں ابراہیم جادل ہوں۔ میری عمر 26 سال ہے اور میں۔۔۔میں کام کرتا ہوں۔ ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ بابا کچھ سال پہلے وفات پا چکے ہیں۔" وہ رکا۔ عشوہ نے اسے دیکھا۔ وہ تعزیت کرنے لگی تھی پر اسے بولتا دیکھ کر ارادہ ترک کیا۔ "ماں لاہور ہوتی ہیں اور میں پچھلے دو سالوں سے ہاسٹل رہ رہا ہوں۔ اپنا سارا خرچ میں خود اٹھاتا ہوں۔ ماں سے مانگنا اچھا نہیں

لگتا۔پڑھائی چھوڑ دی ہے۔میری جاب ٹائیمنگس صبح 9 بجے سے دوپہر 4 بجے تک ہیں۔ ریڈنگ میری پسندیدہ ہوبی ہے اور لائبریری میرا کمفرٹ۔تھک کر ہمیشہ یہیں آتا ہوں۔"

وہ اسے سنجیدگی سے سن رہی تھی۔وہ اپنا تعارف کروا چکا تھا اور اب کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ایک ہاتھ بڑھا کر اپنی کتاب بند کر دی تھی۔پھر اسے دیکھا جو اسے دیکھ رہی تھی۔وہ خاموشی سے دیکھتی گئی،پھر ابراہیم نے ابرو اٹھائے جیسے کہنا چاہتا ہو کہ کچھ تو آپ بھی بولیں ۔

"میں نے آپ کا انٹرو آپ سے کب مانگا؟"وہ حیرانی کے عالم میں لگتی تھی۔یہ شخص اور اسے اپنے بارے میں بتا گیا تھا؟حیرت کا صدمہ لگا تھا اسے۔

"میں نے دے دیا کیونکہ صاف ظاہر تھا آپ مانگنا چاہتی ہیں۔"ایسے کہا جیسے اسے کسی بات سے فرق ہی نہ پڑتا ہو۔

"نہیں جی۔ایسا نہیں تھا۔"وہ فوراً انکار کر گئی۔نظریں چرائی گئی تھیں۔کہیں دور اندر کچھ بدلا تھا۔

"ایسا ہی تھا۔"ابراہیم نے اس کے چہرے کو تکتے،الفاظوں پر زور دے کر کہا۔

Clubb of Quality Content

کچھ دیر بعد عشوہ چہرہ اٹھا کر یہ بولی جب اسے سمجھ نہ آیا کیا بولے کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ چاہتی تھی کہ وہ ابراہیم کو ذرا مزید جان سکے۔ نجانے کیوں وہ اس کی جانب راغب ہونے لگی تھی۔

"آپ نے اس رائٹر کی کتاب پڑھی جس کا میں نے آپ کو نام بتایا تھا؟"

"جی۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ آس پاس لائبریری کی پرانی مہک نے اثر چھوڑ رکھا تھا۔

"تو کیسی لگی۔ ریوو دیا؟"

"جس رائٹر کا نام آپ نے بتایا تھا انہیں ریووان کے رائٹنگ اکاؤنٹ کے ڈی ایم میں مل جائے گا۔" ابراہیم نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ نے میری کتاب پری بک کروائی تھی۔ آپ کو مل گئی تھی؟" عشوہ نے دونوں ہاتھ میز پر رکھ دیے تھے۔

"جی۔" پھر وہ اٹھا۔ عشوہ کو نظریں اوپر اٹھانی پڑیں تا کہ اسکا چہرہ دیکھتی رہے۔

"میں کافی لے کر آتا ہوں"

"میں بھی چلتی ہوں ساتھ۔"

"میں لے آؤں گا۔ویسے بھی آپ کو ساتھ لے جا کر اپنے سر میں درد نہیں کروانا میں نے۔"

اسے لگا اس کی آنکھیں مسکرائی ہیں۔

"آپ مجھے سر درد کیوں کہتے ہیں؟" چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتی ہوئی لڑکی نے اس سے سوال کیا تھا۔چہرہ جھکائے اس لڑکی کی آنکھیں دیکھتا مرد بولا تھا۔

"کیوں کہ آپ ہیں۔آپ سے تھوڑی سی بات کروں اور سر میں درد ہونے لگ جاتا ہے۔"

اس نے بڑے آرام سے جھوٹ بولا تھا۔اس کے سر میں کبھی عشوہ سے بات کر کے درد نہ ہوا تھا اور یہ بات اسے خود بے یقینی میں ڈالتی تھی۔

"اب میری آواز ایسی بھی نہیں ہے کہ سر میں درد کرے!" وہ ایسے کہہ رہی تھی جیسے حد درجہ خفا ہو اس کی بات پر۔

"آپ کی آواز نہیں آپ کی باتیں۔" وہ اسے غصے سے دیکھنے لگی۔ یہ مرد اسے غصہ دلا دیا کرتا تھا مگر وہ پھر بھی ہر بار اس کے پاس آجاتی تھی۔ عشوہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر ابراہیم نے چہرہ دوسری جانب موڑا تھا۔

"کونسا فلیور؟"

"۔"latte۔"

وہ سن کر، مزید کوئی بھی بات کیے بغیر، چل دیا۔ وہ لائبریری کے اندر ہی بنے چھوٹے سے کیفے سے کافی لینے جارہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں کافی کے کپس تھے۔ اس سے پہلے عشوہ سوچتی کہ وہ کھڑا کیوں ہے اور بیٹھ کیوں نہیں رہا۔ نہ ہی اس نے اسے کپ پکڑایا تھا، یا میز پر رکھا تھا، وہ بولا۔

"ہم کہیں اور جا کر بیٹھتے ہیں۔ یہاں لوگ پڑھ رہے ہیں۔ ہماری باتوں سے اس کے سکون میں خلل نہ پڑے۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا تو وہ معنی خیز سا مسکرا کر اسے دیکھتی اٹھی۔

مسکراہٹ میں تمسخر تھا۔

"ابھی کوئی کہہ کر گیا تھا کہ میری باتیں اس کسی کے سر میں درد کرتی ہیں۔اب وہ کوئی خود ہی مجھ سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔" وہ اپنی کتاب اٹھاتے اونچا سا بڑبڑا رہی تھی۔ساتھ کچھ فاصلے پر پڑی ابراہیم کی کتاب بھی اٹھائی۔ابراہیم نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اسے وہ کتاب اٹھاتے دیکھا جو وہ کچھ دیر پہلے پڑھ رہا تھا۔

"اسے رہنے دیں۔میں نے نہیں پڑھنی۔" کہا۔

عشوہ نے کتاب واپس میز پر رکھ دی۔

وہ دونوں اب ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔کافی کے دونوں کپ ابراہیم کے ہاتھ میں تھے اور عشوہ کے ہاتھ میں کتاب تھی۔لائبریری میں پڑی کتابوں نے خود سے سوال کیا۔کیا انکی کہانی لکھے جانے کے قابل تھی؟ کیا انکا صرف ساتھ چلنا لکھا جا سکتا تھا اور کیا لوگ اسے پڑھنا پسند کرتے؟ کیا صرف ان دونوں کا ساتھ ساتھ چلنا دلکش لگتا تھا؟

وہ دونوں کچھ دیر بعد عشوہ کی بتائی جگہ پر بیٹھ رہے تھے۔اسکا وہی کمفرٹ کارنر۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

یہاں پیچھے گلاس وال تھی جس پر پردے لگے تھے جو ابھی ہٹے تھے تاکہ روشنی اندر آسکے۔ دیوار کے سامنے ہی ایک کوزی سی چھوٹی صوفہ نما کرسی رکھی تھی جو سرخ رنگ کی تھی۔ اس پر وہ بیٹھ گئی۔ کتاب گود میں رکھ دی۔ ابراہیم نے اسے کافی کا کپ پکڑانے کو ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ عشوہ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر کپ پکڑنا چاہا جسے وہ زرا سا پیچھے کر گیا۔ عشوہ نے نا سمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہاں سے گرم ہے۔ احتیاط سے پکڑیں۔" اس کے کہنے پر عشوہ نے کپ کو احتیاط سے گرفت میں لیا۔ لائبریری کی کتابوں کو لگا کہ ہاتھ ٹکرائیں گے اور کہانی کا منظر تتلیوں کی آمد کا منتظر رہے گا، مگر ایسا نہ ہوا۔ کپ عشوہ کے ہاتھ میں تھا۔ اسے پکڑتے ہی دونوں نے ایک ساتھ کتاب کو دیکھا تھا۔ ان دونوں کو ڈر تھا کہ کسی حادثے یا لاپروائی کے تحت کتاب پر کافی نہ چھلک جائے۔

وہ سامنے رکھی صوفے نما کرسی پر بیٹھ گیا جس کا رنگ سبز تھا۔ شیشے کی دیوار کے عین سامنے وہ اپنی سرخ رنگ کی نرم گدے والی کرسی پر بیٹھی تھی، رخ سامنے لائبریری میں رکھی باقی

کرسیوں اور کافی فاصلے پر رکھی لمبی میزوں کی جانب تھا۔وہ اسکی بائیں طرف والی سفید دیوار کے آگے سبز کرسی رکھے بیٹھا تھا۔دونوں کے بیچ کچھ حد تک فاصلہ تھا۔

وہ ساتھ نہیں بیٹھا تھا پر اتنا دور بھی نہیں تھا کہ وہ اسکی آواز نہ سن سکے۔

کچھ لمحے خاموشی میں گزرے۔وہ کافی پی رہی تھی اور ہر تھوڑی دیر بعد نظر اٹھا کر اسے دیکھتی تھی۔خود وہ اس سے بات کرنے کے لیے یہاں لایا تھا اور اب خاموش بھی وہی بیٹھا تھا۔اگر وہ یہ بات کہہ دیتی تو اس سنکی کا کیا پتا پھر سے ٹوک کر کہہ دے کہ مت بولو۔صرف میں بولوں گا۔وہ اسکی خاموشی سے تنگ آنے لگی تھی۔وہ نظریں جھکائے بس کافی پی رہا تھا اور یہ کافی تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ختم ہوتا کہ وہ اپنی بات شروع کرے۔وہ بے صبر ہو رہی تھی۔

"اہم۔۔۔" باقاعدہ تور پر اس کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی تو وہ اسے پوری توجہ سے دیکھنے لگی۔وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے کافی کے کپ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے کہا تھا آپ رائٹر ہیں۔میں نے آپ کی کتاب پڑھی۔ریو وآپ خود پڑھ لیجیے گا۔"

خاموش ہوا۔اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا میں آپ کے ناول کے اگلے کردار کے لیے انسپائریشن بننا چاہوں گا؟" اب کے اس کے نگاہیں اٹھا کر عشوہ کو دیکھا جو گومگو ہو کر اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"میں جواب دینا چاہتا تھا۔ سوچا تھا ڈی ایم کر دوں گا آج۔ پر اچھا ہوا آپ سے خود ہی ملاقات ہو گئی۔" وہ پھر خاموش ہوا۔ صاف ظاہر تھا وہ اس سے یہ بات کرتے کترا رہا تھا۔ عشوہ کو کچھ نہ بولتا دیکھ کر اس نے بات جاری رکھی۔

"میرا جواب ہاں ہے۔" وہ ایک بار پھر خاموش ہو کر اس کے چہرے کے تاثرات جاننے کی کوشش کرتا رہا۔ وہ خاموش بیٹھی رہی کیونکہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا ردعمل دے۔

"آپ کچھ کہیں گی نہیں؟" اس نے کہا تو وہ ہوش میں آئی۔ پہلے تو کافی کا خالی کپ لبوں سے لگایا کہ وقت چاہیے تھا اپنے چہرے کے تاثرات ٹھیک کرنے کے لیے۔ پھر تھوڑی سنبھل کر بولی۔

"آپ نے بات مکمل کر لی ہے؟" اس نے ابراہیم سے پوچھا۔ ابراہیم نے نفی میں سر ہلایا۔

"پہلے آپ اپنی بات مکمل کریں۔" کچھ ثانیے وہ دونوں خاموش رہے پھر وہ بولا۔

"پہلے جب آپ نے مجھے بتایا تھا کہ آپ لکھاری ہیں مجھے لگا آپ مذاق کر رہی ہیں۔"

"سب کو لگتا ہے۔" وہ خود سے بڑبڑائی۔اس نے سن لیا۔بات جاری رکھی۔

"پھر یقین تو آگیا تھا مگر یہ نہیں لگا تھا کہ۔۔۔" وہ خاموش ہوا۔تو یعنی ان صاحب کو اس کی ذرا سی تعریف کرتے اتنی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

"کہ آپ اچھا لکھ سکتی ہوں گی۔خیر میں نے آپ کی پہلی کتاب پڑھی۔آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے یہ میں جان چکا ہوں۔آپ اچھا لکھ لیتی ہیں اور مزید اچھا لکھ سکتی ہیں۔۔۔میں آپ کے اگلے ناول کا کردار بن کر لکھنے میں آپکی مدد ضرور کروں گا مگر مجھے اس کے بدلے آپ سے بھی کچھ چاہیے۔" وہ بول کر خاموش ہوا۔

"تو میں دینے کو پہلے بھی تیار تھی جب آپ نے سوچے سمجھے بغیر میرے منہ پر فوراًانکار کر دیا تھا۔ظاہر ہے آپکو کریڈٹ بھی ملے گا۔آپکا نام کتاب کے اقتباس میں چھپے گا اور رقم بھی ہم ڈیسائڈ کر لیتے ہیں۔"

"مجھے اپنا نام آپکی کتاب پر لکھا ہوا نہیں چاہیے۔ مجھے میرا نام میری اپنی کتاب پر چاہیے۔" وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ یہ کیا بول رہا تھا وہ۔ وہ پلک جھپکنا بھول گئی۔ سانس جہاں تھا وہیں اٹک گیا تھا۔

"میں ایک انسپائرنگ رائٹر ہوں۔" دھچکا چھوٹا لفظ تھا جو عشوہ کو ابھی لگا تھا جبکہ وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"لیکن کئی سال ہو گئے ہیں اور میں نے لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میں لکھنا نہیں چاہتا یا بہانے ڈھونڈتا ہوں۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس الفاظوں کا انبار ہے۔ اتنی کہانیاں ہیں جو میرے اگلے پانچ سال آرام سے نکال سکتی ہیں۔ پر مجھ سے لکھا نہیں جا رہا۔ یعنی مجھے معلوم ہے مجھے کیا لکھنا ہے۔ یہ بھی کہ کیسے لکھنا ہے۔ پر جب بھی میں ہاتھ میں قلم لے کر بیٹھتا ہوں میرا ذہن خالی ہو جاتا ہے۔ سارے الفاظ۔۔۔" وہ رکا۔ "واپس پلٹ جاتے ہیں۔ ایسا لگنے لگتا ہے کہ میں اردو زبان سے ہی ناواقف ہوں۔ کچھ ویسے نہیں لکھا جاتا جیسے لکھنا چاہتا ہوں یا جیسے سوچا ہوتا ہے۔ ہر بار کوئی سطر لکھ کر کاغذ پھاڑ دیتا ہوں۔۔۔ اور قلم پھینک دیتا ہوں۔"

بولتے بولتے اس نے ایک ہاتھ بالوں میں پھیرا۔ انگلیوں کے بیچ اس کے گھنگریالے بال آ گئے تھے۔ پھر اس نے انہیں آزاد کیا۔ دونوں بازو ٹانگوں پر رکھے آگے ہو کر بیٹھا۔ وہ اس کے سامنے اپنی بات کھول کر رکھ رہا تھا۔

"پہلے مجھے لگا تھا کہ یہ کچھ عرصے کا رائٹنگ بلاک ہے۔ پر بلاک اتنا لمبا ہوا کرتا ہے کیا؟ میں کیا کروں عشوہ؟"

ابراہیم نے چہرہ اٹھا کر اسے بے بسی سے دیکھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا جب اس نے اسکا نام لیا تھا اور اسے آج سے پہلے اپنا نام اتنا پسند نہیں آیا تھا۔ اسکا دل آج سے پہلے اپنے نام لیے جانے پر اس قدر زور سے نہیں دھڑکا تھا۔

"میں پچھلے دو سال سے ایک بھی کہانی نہیں لکھ پایا۔ میں نے سال ضائع کر دیے یہ سوچتے کہ ابھی وقت نہیں آیا یا بعد میں لکھ لوں گا۔ آپ کو پتہ ہے کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے اس کام کو نہ کر پانا جو کبھی جنون کی حد تک محبوب ہو۔"

وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا۔ یہ ہوا کیا تھا کہ وہ اس کچھ دن کی ملی ہوئی لڑکی کے سامنے اپنے دل میں آنے والی ہر بات زبان پر لا رہا تھا؟

Clubb of Quality Content

"آپ کو کیا لگتا ہے آپ کیوں نہیں لکھ پاتے؟ آخری بار کیا اور کب لکھا تھا؟ اس کے بعد دوبارہ کب کوشش کی تھی۔ آپ کے ذہن میں کوئی وجہ ہے؟" وہ پیشہ ورانداز میں بول رہی تھی۔

"میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا کہ آخری مرتبہ میں نے کب لکھا تھا۔ پر اتنا جان لیں کہ آخری بار میں نے اپنی پانچویں کتاب کی تیسری قسط لکھی تھی۔ اس کے بعد میں نہ وہ کتاب دوبارہ لکھ پایا نہ مکمل کر پانے کا حوصلہ رہا تھا۔ اس رات۔" اس سے پہلے وہ کچھ اور بتاتا اس نے اپنی زبان پر باقاعدہ دانت جما کر خود کو بولنے سے روکا تھا۔ چہرے پر آسودگی تھی۔ عشوہ کو اس پر بے اختیار ترس آیا۔

"اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" وہ اسکا دوست نہیں تھا جسے بیٹھ کر وہ دلاسے یا تسلیاں دیتی۔ ان دونوں کے بیچ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس طرح سے بات کر رہے تھے۔ وہ مدعے کی بات پر آگئی تھی۔ آخر وہ اس کے ناول کا کردار بننے کے بدلے اس سے کیا چاہتا ہے؟ اور یہ ساری باتیں بتانے کا مقصد کیا تھا؟

Clubb of Quality Content

ابراہیم نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں پھیلایا۔ وہ جذباتی ہو کر اسے بہت کچھ بتانے والا تھا مگر سد شکر خود ہی رک گیا اور بھلا ہو کہ اس لڑکی نے اس نے باتوں کو زیادہ کریدا نہیں تھا۔ جتنا وہ بتا چکا تھا اتنا ہی کافی تھا اور اس لڑکی کو اتنا ہی معلوم ہونا چاہیے تھا۔ اس سے زیادہ نہیں۔

"میری تحریر کی روانی ختم ہو چکی ہے۔ میرا ہنر زنگ آلود ہو چکا ہے۔ آپکی لکھنے میں میری معاونت کرنا شاید مجھے میری کھوئی ہوئی صلاحیت لوٹا دے۔۔" اس نے آرام سے کہا تھا۔

"آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آپ کی مدد صرف میں کر سکتی ہوں۔" وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ اس کے گال پر داڑھی تلے ایک گڑھا بنتا تھا۔

"مجھے نہیں پتا آپ سے مدد لینا موثر ثابت ہو گا یا نہیں پر جہاں میں نے پچھلے ماہ و سال ہر حربہ آزما لیا ہے، ہر تجویز پر کام کر کے دیکھا ہے، ہر ایک کی رائے سنجیدگی سے سنی اور اس پر عمل کیا ہے تو ایک مرتبہ آپ کے سہارے اٹھنے میں کوئی حرج تو نہیں۔"

"کیسے حرج نہیں؟ آپ کی عزت نفس مجروح نہیں ہو گی اپنے سے کم تجربہ کار لکھاری سے مدد لیتے ہوئے یا اپنے فن کی طرف کسی اور کے ذریعے لوٹتے ہوئے؟"

"کچھ پروفیشنز ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے لیے خود عزت نفس کہتی ہے کہ مجھے فالحال سولی پر چڑھا دو۔" اسکی آنکھوں کی چمک اور اسکی جدوجہد کرنا، اس سوچ لیے کہ کبھی نہ کبھی وہ پھر سے قلم کی روانی کو اپنا دوست بنا بیٹھے گا، اسے پسند آیا تھا۔

"پر میں آپ کی مدد کیسے کر سکتی ہوں؟"

"ہم کوریٹن ناول لکھ سکتے ہیں۔" اور وہ حیرت کہ مارے کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی اسے تکنے لگی۔

"کیا مطلب؟ ہم۔۔۔" انگلی سے اپنے اور پھر اس کی طرف اشارہ کیا۔ "ہم مل کر ایک کتاب لکھیں!؟"

Clubb of Quality Content

ابراہیم نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ میری شرط ہے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں آپکے ناول کے کردار کے لیے inspiration بنوں تو یہ شرط ماننی پڑے گی۔ نہیں بھی مانتیں تو کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کسی اور کو ڈھونڈ لیں اپنے ناول کے لیے اور میں کسی اور کو ڈھونڈ لوں گا اپنی مشکل کے

حل کے لیے۔آپ کے پاس میں ایک آپشن ہوں اور میرے پاس آپ ایک آپشن ہیں۔"

کتنا چالاک تھا یہ۔عشوہ نے سوچا۔

"یہ غلط بات ہے۔میں نے آ۔۔۔۔"

"کوئی غلط بات نہیں ہے۔اس دنیا میں ہر چیز لین دین سے چلتی ہے۔آپ مجھ سے فیوور لیں گی تو میں بھی آپ سے لوں گا۔اور میں آپ سے کوئی رقم نہیں مانگ رہا،نہ ہی آپکے ناول میں مجھے میرا نام چاہیے۔میری بس مشکل حل کرنے میں مدد کریں۔اگر مجھے لگا میرا وقت ضائع ہو رہا ہے یا آپ خود بھی ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ کسی کا سویا ہوا فن جگا سکیں تو میں اسی وقت راستے الگ کر لوں گا۔"

"کسی کا سویا ہوا فن انسان نہیں رب جگایا کرتا ہے۔آپ اس سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟"وہ فوراً دونوں ہاتھ اٹھا کر تیزی سے بولی۔اس کے ہاتھ ہلے تو ایک ہاتھ میں پہنی چوڑیوں کی جھنکار سنائی دی۔

Clubb of Quality Content

"رب سے دعا مانگی ہے وہ بھی کہتا ہے پہلے خود ہاتھ پیر چلاؤ۔ وسیلے ڈھونڈو۔ گھر بیٹھ کر تو وسیلے نہیں مل جایا کرتے نا۔ اور معجزوں پر یقین ہے مجھے۔ ہو سکتا ہے آپ ہی میرا معجزہ ہوں۔"

عشوہ نے اس پر سے نظریں اس پر سے ہٹا دی تھیں۔ وہ اپنے سامنے دیکھ رہی تھی جہاں لائبریری کی لمبی میزیں پڑی تھیں۔ ایک میز وہ بھی تھی جہاں کچھ دیر قبل وہ دونوں بیٹھے تھے۔

کچھ دیر وہ سوچتی رہی۔

"میں آپ کی مدد کرنا چاہتی ہوں پر مجھے نہیں لگتا میں یہ کر سکتی ہوں۔" اس نے نظریں جھکا دیں تھیں۔ اسے مارب یاد آیا تھا۔ وہ بھی تو لکھاری ہونے کے باوجود کچھ تحریر نہیں کرتا تھا۔ وہ اسکی مدد نہیں کر پائی تھی تو اس شخص کی کیسی کر پاتی۔

"ایک دفعہ آپ بھی کوشش کر کے دیکھ لیں میں بھی کوشش ہی کر رہا ہوں" ابراہیم نے ہاتھ بڑھا کر عشوہ کے ہاتھ سے کافی کا خالی کپ لیا تھا۔ عشوہ نے اسے دیکھا جو اب دونوں خالی کپ ایک طرف رکھ رہا تھا۔ وہ بعد میں انہیں کوڑے دان میں پھینک دے گا۔

"پر پھر میری بھی ایک شرط ہے۔" اس کے اچانک کہنے پر ابراہیم نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"جی فرمائیے۔"

"میرا ایک دوست ہے۔ مارب حسن۔ وہ بھی رائٹر بننا چاہتا ہے۔ اسکا خواب ہے یہ۔ مگر اس نے آج تک ایک بھی کتاب نہیں لکھی اور میں چاہتی ہوں وہ بھی میری طرح کچھ لکھنا شروع کرے۔ کیونکہ میں نے اسکی آنکھوں میں وہ چمک دیکھی ہے جو ہر عظیم مصنف کی آنکھوں میں بلور کی طرح جلتی ہے۔ آپ کی مدد کرنے کے ساتھ اسکی بھی مدد ہو جائے گی۔ کورٹن بک کو لکھنے میں وہ بھی شامل ہو گا۔ یعنی میں چاہ رہی ہوں کہ ہم تین مل کر ایک کتاب لکھیں۔" وہ ہاتھ ہلا کر اسے سمجھا رہی تھی۔

"منظور ہے۔" بغیر کوئی دوسرا خیال سوچے ابراہیم نے کہا۔ اسے بھلا کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔

وہ کچھ دیر بیٹھی سوچتی رہی اور وہ عشوہ کے پیروں کے ساتھ رکھی کتاب اٹھا چکا تھا جو وہ لائی تھی۔

وہ ویسے ہی صفحے آگے پیچھے کرتا اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔ پھر وہ اٹھی۔ وہ ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ کتاب بند کر دی تھی مگر ایک ہاتھ سے تھام رکھی تھی۔

"اب میں چلتی ہوں۔ کوئی بھی بات کرنی ہو آپ ڈی ایم کر سکتے ہیں۔اوہ ویسے ڈی ایم سے یاد آیا۔آپ کا انسٹا اکاؤنٹ کس نام سے ہے۔" وہ دونوں گلاس وال کے سامنے کھڑے تھے۔ باہر سے آتی دھوپ دونوں کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔

"میں نے آپ کو اپنے اکاؤنٹ سے ہی ریو و بیجھا ہے۔" وہ اسی طرح روکھا روکھا بولنے کا عادی تھا۔

"اوہ اچھا۔ٹھیک ہے۔میں نے اس لیے کہا تھا کہ دیکھ سکوں آپ کے کتنے فالوورز ہیں۔" وہ انسٹا اکاؤنٹ کے بارے میں پوچھنے پر ذرا شرمندہ نہیں تھی۔ہوتی بھی کیوں؟

"اب کیا لوگوں کا ٹیلنٹ انکے فالوورز کی تعداد پر دیکھا جائے گا۔ جسکے زیادہ فالورز، بس اسی کو پڑھنا چاہیے کیا؟"

"نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ویسے بھی آپ کے فالوورز مجھ سے زیادہ ہی ہوں گے کیونکہ میں ابھی نئی لکھاری ہوں۔اور آپ بتا چکے ہیں آپ بہت پہلے سے لکھتے آرہے ہیں۔" عشوہ نے سرمئی آنکھوں کو ایک جھلک دیکھا۔وہ اتنی سحر انگیز تھیں کہ وہ ان میں زیادہ دیر نہیں جھانک سکتی تھی۔

"39k "

"کیا؟"

"میرے فالوورز "عشوہ پہلے سمجھ نا پائی کیونکہ اپنی سوچوں میں گم تھی، پھر سمجھ آئی تو دل چاہا اس کے ہاتھ میں پکڑی کتاب اس سے چھین کر اسی کے منہ پر دے مارے۔

"اب آپ غرور کر رہے ہیں۔"

"نہیں آپکا کام آسان کر رہا ہوں۔" وہ پورے اطمینان سے بولا۔ "گھر جا کر سب سے پہلے آپ نے میرا اکاؤنٹ اسٹالک کرنا تھا، فالوورز دیکھنے تھے۔ وہ میں نے خود ہی بتا دیے۔ آگے آپ خود اسٹالک کر لیجیے گا؟" اس نے لفظ اسٹالک پر خاص زور دیا۔

عشوہ کو لگا وہ مسکرا رہا ہے لیکن یہ وہم تھا۔ وہ ویسے بھی سیدھا چہرا لیے بات کرنے کا عادی لگتا تھا۔ کھڑوس۔

مگر مسئلہ یہ تھا کہ جب کبھی اپنا خول توڑ کر زرا سا مسکرا دیتا تو۔۔۔ واللہ۔۔۔

خیر اسے کیا۔ اسے تو کتاب مارنی تھی اس کے منہ پر۔

وہ مڑ دی۔اور اسکے مڑ کر جاتے ہی ابراہیم کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔وہ اسکا موڈ خراب کرتا تھا تو اسکا مزاج اچھا ہو جاتا تھا۔وہ چڑتی تھی تو اسکے لب مسکان میں خود ہی ڈھلنے لگتے تھے۔لیکن ان میں سے کسی بھی بات کا وہ اعتراف خود سے نہیں کیا کرتا تھا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

رابعہ اور فاریہ گھاس پر بیٹھی تھیں اور سامنے کتابیں رکھی تھیں جنہیں وہ پڑھ رہی تھیں جب شاہ میران کی طرف بڑھ دیا۔

"رابعہ۔" پہنچتے ساتھ اسکا نام لیا۔

"کیا ہے۔" رابعہ نے پھنک کر کہا۔چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا ہی نہیں۔

"میں بیٹھ جاؤں یہاں؟"

"نہیں" ڈھیٹ پھر بھی بیٹھ گیا۔رابعہ نے چہرا اٹھا کر اسے غصے سے دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"نظر نہیں آرہا ہم پڑھ رہے ہیں!؟"

"میں بھی پڑھنے آیا ہوں۔" ان کی سامنے پڑی انہی کی ایک کتاب اٹھالی۔فاریہ نے مسکراہٹ چھپا کر رابعہ کو دیکھا جس کا چہرا غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"شاہ میر۔اٹھو اور جاؤ یہاں سے۔" وہ تپ گئی تھی اس پر۔

وہ نہیں اٹھا تھا۔

"چلو فاریہ ہم ہی چلتے ہیں یہاں سے۔" وہ اپنا سامان سمیٹنا شروع ہو گئی تھی۔وہ پھر بھی ڈھیٹ بنا وہیں بیٹھا رہا۔رابعہ کو رہ رہ کر اس پر غصہ آرہا تھا۔

"میں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوں کہ تمہیں اتنا غصہ کیوں آتا ہے مجھ پر؟"

"اسے غصہ جس پر بھی آئے تم کیوں پریشان ہوتے ہو۔" معنی خیز سا مسکرا کر کہنے والی فاریہ تھی۔رابعہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ارے بھئی تم نہیں سمجھو گی۔" شاہمیر نے معصومیت سے کہا۔فاریہ نے مسکراہٹ دبانے کو لب آپس میں جوڑے۔رابعہ اسکا ایسا کرنا دیکھ گئی تھی۔

"اٹھو فاریہ۔ہم یہاں نہیں بیٹھ رہے" اس کے کہنے پر فاریہ بھی اٹھ گئی۔

"سمجھ رہے ہیں۔" فاریہ نے شاہمیر کو دیکھ کر کہا۔رابعہ اسکی بازو کی کہنی پکڑتی اسے وہاں سے لے گئی۔شاہ میران دونوں کو بے چارگی سے جاتا دیکھتا رہا۔آنکھوں میں آسودگی تھی۔ سر جھکا دیا تھا۔وہ اس سے دور کیوں بھاگتی تھی۔

"کیوں بے چارے کو اتنا ذلیل کرتی ہو؟" فاریہ نے ساتھ چلتے کہا۔

"وہ ہے ہی اسی قابل"

"اس نے ایسا کیا کیا ہے؟"

"بس ہے۔تم اس کی زیادہ طرف دار نہ بنو۔میری دوست ہو وہی بن کر رہو۔"

"ارے یار۔وہ تو میں ہوں پر اس سے اتنا روڈ ہونے کی وجہ؟"

"بس مجھے اچھا لگتا ہے ایسا کرنا" وہ پہلی بار مسکرائی تھی۔

"واٹ؟" فاریہ کو پہلے تو حیرت کا دھچکا لگا پھر وہ ہنس دی۔

"ہاں اس کی روتی شکل دیکھ کر مزہ آتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ زیادتی ہے یار۔" فاریہ ہنس رہی تھی۔

"کیوں زیادتی ہے۔ وہ میرے آگے پیچھے پھرتا رہے اور میں ذرا سا غصہ نہیں کر سکتی؟ ویسے بھی مجھے اس میں ذرا انٹرسٹ نہیں ہے۔"

"پر اسے ہے۔ اور بہت ہے۔" فاریہ نے کہا۔

"جانتی ہوں" رابعہ منہ کے زاویے بگاڑ کر بولی۔

"بہت ظالم ہو تم۔" فاریہ کو شاہ میر کے لیے افسوس ہوا۔

"تو سہی ہے نا۔ اس نے اگر مجھ سے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جیسا کہ وہ تم سب کو بتاتا رہتا ہے تو اسے پہلے سے اندازہ ہونا چاہیے کہ میں کس نیچر کی ہوں۔ مجھے غصہ بھی آجاتا ہے اور میں اس سے بدتمیزی بھی کر سکتی ہوں۔ اگر وہ واقعی ہی شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے میری کچھ عادتیں بھی مجھ سمیت قبول کرنی ہوں گی۔" وہ دونوں تیزی سے قدم بڑھاتے چلتی جا رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک بات بولوں۔ تم غلط کر رہی ہو۔ ضروری نہیں ہر شخص آپ کو مکمل طور پر قبول کرے جیسے آپ ہیں۔ کئی جگہ ہمیں ہماری کچھ عادتیں چھوڑنی پڑتی ہیں۔" فاریہ نے سمجھدار بننے کی کوشش کی۔

"اگر کسی مرد کی خاطر مجھے اپنی کوئی ایک بھی عادت بدلنی پڑی تو میں اس مرد سے شادی نہیں بلکہ اسے قتل کرنا پسند کروں گی۔" رابعہ رکی اور فاریہ کو دیکھتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

"چاہے وہ مرد شاہمیر ہی کیوں نہ ہو۔؟" فاریہ نے آنکھیں بڑی کر کے معصومیت سے پوچھا۔

"کوئی بھی ہو۔ بے شک میں چالیس سال کی ہو جاؤں، جب تک مجھے نہیں لگے گا کہ میں فلاں مرد کے ساتھ باقی کی پوری زندگی گزارا کر سکتی ہوں میں شادی ہی نہیں کروں گی۔" مکمل اعتماد کے ساتھ کہا۔

"تمہارے سٹینڈرڈ بہت ہائی ہیں پھر تو۔" فاریہ بھرپور مسکرا دی۔

Clubb of Quality Content!

"ہاں تو سہی ہے نا۔ لڑکیوں کو کس نے کہا ہے کم پر راضی ہو جائیں۔ ہمیں پورا حق ہے اپنے لیے بہترین سوچنے کا۔" رابعہ نے آنکھیں انداز سے گھمائیں۔

"اگر یہاں تمہاری ماما ہوتیں تو کہتیں بہترین کہ انتظار میں بیٹھی رہو گی تو بوڑھی ہو جاؤ گی۔" فاریہ نے رابعہ کی ماما کے انداز میں خود کو کہتے پایا۔

"اور میں انہیں کہہ دیتی، ہو جانے دیں۔" رابعہ نے بغیر ہنسے سنجیدگی سے باقاعدہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

فاریہ منہ پر ہاتھ رکھے ہنسنے لگی۔ ہنسنے کے باعث اس کی آنکھیں چھوٹی ہو جایا کرتی تھیں۔

اب دونوں نے پھر سے اپنا باقی کا سفر جاری رکھنا چاہا۔ وہ دونوں قدم سے قدم ملاتی چل رہی تھیں۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

ابراہیم کے ہوسٹل روم کے اندر بغیر اجازت چلتے ہیں۔رات کا وقت تھا اور کھلی کھڑکی سے آتی ہوا کے ٹھنڈے نیزے سامنے کی دیواروں پر پڑ رہے تھے۔ کمرے کے عین بیچ میں سنگل بیڈ پر سلوٹوں والی سفید چادر بچھی تھی۔بیڈ کے ساتھ لکڑی کی میز تھی جس پر لیپ ٹاپ بند پڑا تھا، ساتھ دو کتابیں ایک دوسرے کے اوپر پڑی تھیں۔اسی سفید دیوار پر ایک عربی خطاطی کے فریم کو مخصوص طریقے سے لگایا گیا تھا۔

کمرے میں ایک سٹڈی ٹیبل اور بڑی سی الماری بھی تھی جو اسی رنگ کی تھے جس رنگ کا یہ لکڑی کا بیڈ تھا۔ بھورا۔سب سے زیادہ توجہ کھینچنے والی شے بک ریک تھا جو کتابوں سے بھرا تھا اتنا کہ اب اس میں جگہ نہ بچی تھی اور باقی کی کتابیں اس کے اوپر رکھ دی گئی تھیں یا ساتھ ہی ماربل کے فرش پر دیوار کے ساتھ جوڑ کر ایک دوسرے کے اوپر نیچے رکھی تھیں۔

وہ واش روم سے نہا کر نکلا تھا۔اس نے سفید ٹراؤزر اور ہم رنگ بدن سے چپکتی، آدھی آستینوں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ کسرتی بازو نمایاں تھے۔ بال ماتھے پر گیلے ہو کر چپک رہے تھے۔وہ بیڈ پر آکر بیٹھ گیا۔کمرے کی بتیاں جل رہی تھیں۔کچھ دیر وہ ویسے ہی بیٹھ کر

فون استعمال کرتا رہا۔ جب تھک گیا تو کچھ لمحے سوچنے میں گزارے۔ اگلے پل وہ بیڈ سے اٹھا اور سٹڈی ٹیبل کی طرف بڑھ دیا۔

ٹیبل پر پڑا لیپ ٹاپ آن کیا۔ پھر اس نے میز پر رکھی ایک بند فائل اٹھائی۔ اسے کھولا۔

اس کے سامنے کھلی ہوئی فائل میں، اُس نے پہلے سے لکھی گئی کہانی کا مسودہ رکھا ہوا تھا۔ پہلے تو وہ کاغذوں کو پلٹا کر ان پر لکھے الفاظ پر سرسری سی نظر ڈالتا گیا۔ اس کام کو کرنے کی کوئی ضرورت تو نہ تھی کیونکہ سارا پلاٹ اس کے ذہن میں محفوظ تھا۔

پھر اس نے لیپ ٹاپ پر MS Word کھولا۔

وہ ٹائپ کرنے کی کوشش کرنے لگا، آدھے گھنٹے بعد وہ 7 صفحے لکھ چکا تھا۔

اچانک کانچ ٹوٹنے کی ہلکی سی آواز آئی۔ کھڑکی کے پار سے آتی ہوا تیز ہوئی۔ اس کے بالوں کو لہرایا گیا۔ اس کی انگلیاں کی بورڈ پر تھم گئیں۔ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا، ہر گوشے میں نظر دوڑائی، لیکن کچھ بھی نہیں گرا تھا۔ بس پردے ہلکے سے لہرا رہے تھے۔ اس نے کھڑکی مزید کھولی تاکہ ہوا آزادانہ داخل ہو، اس کے ہاتھ پسینے سے گیلے ہونے لگے تھے جو اس نے اپنی سفید شرٹ سے پونچھے۔ اور کچھ دیر کے لیے وہ خود کو سنبھالتا رہا۔

اس نے لائٹ بند کی اور اسٹڈی ٹیبل پر رکھی تین موم بتیاں جلا دیں۔ کمرے میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا، صرف موم بتی کی نارنجی روشنی سٹڈی ٹیبل پر رکھے سامان پر پڑ رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر لکھنے کا ارادہ لیے بیٹھا۔ ابراہیم نے دوبارہ ٹائپ کرنے کی کوشش کی، آہستہ آہستہ مزید چھ صفحات لکھے، پھر اچانک کسی عورت کے چیخنے کی آواز کانوں میں سنائی دی اور وہ ہل نہ سکا۔ وہ جیسے بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا۔ ہاتھ ساکت ہو کر لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر گرے۔ اس کی نگاہیں سکرین کو گھور رہی تھیں، سانسیں بے قابو ہو گئی تھیں مگر وہ اسی طرح بغیر حرکت کیے بیٹھا رہا۔

کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں سختی سے بند کیں اور وہ سانسوں کو متوازن کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

جب وہ خود کو سنبھال گیا، نرمی سے آنکھیں کھولیں۔ سکرین پر نظریں جمائیں۔ پھر اپنے ساکت ہاتھ دیکھے۔ اگلے ہی پل اس کے ایک ہاتھ کی انگلی نے کی بورڈ کے بٹن کو زور سے دبایا اور دیکھتے ہی دیکھتے لیپ ٹاپ کی سکرین سے سارے الفاظ مٹتے گئے۔ وہ بنا تاثر کے چہرہ لیے بیٹھا ان الفاظ کو رخصت ہوتے دیکھتا رہا۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content

جب ورڈ فائیل بالکل سفید صفحہ ہو گئی تو اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا اور کرسی پر ٹیک لگا دی۔ لمبے مظبوط بازو بڑھا کر ایک ہاتھ سے فائیل بند کی جس کے اندر وہ کاغذ جمع تھے جن پر پلاٹ لکھا تھا۔

وہ کچھ دیر وہیں بیٹھا رہا پھر اٹھ کر بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

یونی میں معمول کی گہما گہمی تھی مگر آج ان کے گروپ میں سے رابعہ نے چھٹی کی تھی۔ شاہ میر کے مزاج صبح سے خراب تھے۔ اسے کسی سے بات کر کے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ مارب نے اس سے بہت مرتبہ بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ چڑ جاتا تھا۔

"ایک لڑکی کے لیے دوست کو اگنور کون کرتا ہے؟" مارب اپنی باتوں کا جواب نہ پا کر منہ بنا کر بولا۔ وہ دونوں گھاس پر بنے بینچ پر ساتھ بیٹھے تھے۔

"تم بھی تو کرتے ہو۔" شاہمیر نے مڑ کر اسے گھوری دی۔

"جھوٹے میں کب کرتا ہوں؟اور کس کے لیے کرتا ہوں؟"مارب تو گویا حیرت سے بے ہوش ہو جانے والا تھا۔شاہمیر نے اسے نظریں پھیلا کر پھر سے گھورا۔

"اچھا۔میں بتاؤں پھر؟"اس کے کہنے پر مارب جلدی سے آسمان کو دیکھنے لگا۔بات کو آگے بڑھانا ضروری نہیں سمجھا۔

"لو آگئی جس کی بات ہو رہی تھی۔"شاہمیر کی بگڑی بگڑی آواز پر اس نے نگاہوں کا رخ سامنے کیا۔ہلکے آسمانی رنگ کی لمبی فراک پہنے آتی عشوہ کو دیکھ کر وہ ٹھٹکا تھا۔شاہمیر کو دیکھا جو کہ منہ میں کچھ بڑبڑاتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔مارب کا چہرہ سرخ ہوا۔وہ بھی دھیرے سے بینچ سے اٹھا۔

"مارب۔"عشوہ نے قریب آکر کہا۔شاہمیر کی پچھلی بات نے مارب کو متزلزل کر دیا تھا۔

"کیا ہوا عشوہ؟"وہ سنبھل کر بولا۔شاہمیر نہ محسوس سے انداز میں وہاں سے جا رہا تھا۔مارب نے اسے جاتے دیکھا۔اسے کیا ہوا؟ناراض ہو گیا کیا؟وہ سوچنے لگا۔پھر واپس عشوہ کو دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

"میں نے ناول ختم کیا ہے ابھی ابھی۔" وہ اشتاق میں مبتلا ہو کر پر جوشی سے بتانے لگی۔اس کے چہرے پر خوشی کی رمق تھی۔وہ مسکرا دیا۔

"اچھا؟ مجھے بتاؤ کیسا تھا؟" وہ بھرپور مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا۔

"چلو چلتے چلتے بتاتی ہوں۔" مارب نے مسکراتے ہوئے سر کو جھکا کر خم دیا۔ایسا کرنے سے پیچھے کو کنگی سے سیٹ کیے بال ماتھے پر گرے تھے۔اب ہاتھ پھیر کر وہ انہیں پھر سے ترتیب دے رہا تھا۔وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔آسمانی رنگ کے لباس والی لڑکی ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ بول رہی تھی اور سفید شرٹ والا لڑکا سیدھ میں دیکھتا سنتا جا رہا تھا۔کہیں کہیں چہرہ موڑ کر اسے دیکھتا،

کسی کسی بات کا جواب دیتا اور بعض دفع وہ دونوں ہنس دیتے۔

کچھ دیر بعد ان دونوں نے اپنی طرف فاریہ کو آتا دیکھا۔مارب کی مسکراہٹ سمٹنے لگی۔ہاں مگر فاریہ کے قریب آتے رسمی سا مسکرا دیا تھا۔عشوہ نے بازو سے کھینچ کر فاریہ کو اپنے ساتھ کیا۔اب وہ تینوں چلتے جا رہے تھے۔ایک طرف مارب تھا،ایک طرف فاریہ اور بیچ میں عشوہ تھی۔

Clubb of Quality Content

مارب کے ساتھ عشوہ۔فاریہ سے دور مارب۔

"اچھامارب میں نے تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔"

"پوچھو۔"اس کے کہنے پر وہ رک گئی۔فاریہ اور مارب بھی رکے۔عشوہ پورا اس کی طرف گھومی یوں کے وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ایک دوسرے کو مکمل طور پر دیکھ سکیں۔ وہ اس سے قد میں کچھ انچ چھوٹی تھی۔

مارب اور فاریہ ساتھ کھڑے اسے دیکھ رہے تھے اور وہ ان کے سامنے کھڑی انہیں۔مارب کو دیکھ کر کہنا شروع کیا۔

"سمجھ نہیں آرہا کہاں سے کہنا شروع کروں۔" بے چارگی سی بیچارگی تھی۔فاریہ نے نا سمجھی سے عشوہ کو دیکھا۔فاریہ کے ہلکے بھورے بال بہت خوبصورت تھے۔وہ خود بھی خوبصورت تھی۔ہلکی سنہری آنکھوں والی، چہرے پر فریکلز۔لال گلابی گال، ٹھوڑی پر ایک پر ڈمپل بنتا تھا ، صرف تب جب وہ مسکراتی تھی۔وہ واقعی بہت خوبصورت تھی۔

"تمہیں ہمیں کچھ بھی کہتے ہوئے سمجھدار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ہمیں کی جگہ مجھے کہنے سے خود کو باز رکھا۔اس نے ہمیں میں عشوہ کے تینوں قریبی دوستوں کو شامل کیا تھا۔خود کو، رابعہ کو اور فاریہ کو۔مارب کے کہنے پر فاریہ نے چہرے کا رخ موڑ کر اسے دیکھا جو اسے نہیں دیکھا کرتا تھا۔اور جسے ہر وقت دیکھا کرتا تھا، ابھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ پس منظر میں تھی، ہے اور رہے گی۔اس نے چہرا واپس عشوہ کی طرف پھیرا۔

"میں آتی ہوں۔تم دونوں بات کرلو۔" فاریہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے عشوہ سے کہا۔مارب نے اب اسے دیکھا تھا۔فاریہ کا دل بے قابو ہو کر دھڑکا۔وہ مارب کو نہیں دیکھ رہی تھی مگر اسکی نظریں خود کے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔اور یہ ایک لمحے کی نظر اسے مار رہی تھی۔اگلے ہی پل مارب نے نگاہیں ہٹادی تھیں۔

"کیوں۔تم کہاں جارہی ہو۔ادھر ہی رہو ہم بات کر رہے ہیں۔" عشوہ اس سے بولی۔

"نہیں۔مجھے ایک کام یاد آگیا ہے۔" اگر جو مارب اسے روکتا تو وہ رک جاتی۔

"اچھا۔" عشوہ نے ہار ماننے کے سے انداز میں کہا۔فاریہ کی مسکراہٹ سمٹنے لگی تھی۔مارب نے اسے نہ روکا تھا۔

Clubb of Quality Content

وہ ان کے قریب سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ وہ دونوں وہیں کھڑے رہے۔ آمنے سامنے۔ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے۔

"تم رائٹر بننے والے ہو!" اس کے جوش سے نعرہ لگانے والے انداز پر مارب نے نا سمجھی سے ابرو اٹھایا۔

"میرا مطلب ہے۔۔۔ رکو۔ چلو۔ کہیں چل کر بیٹھتے ہیں پھر میں تمہیں پوری بات سمجھاتی ہوں۔" وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی اور وہ سمجھ رہا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ تم سمجھا دینا۔"

Clubb of Quality Content!

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

وہ دونوں نرم و سبز گھاس پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

عشوہ نے مارب کو ساری بات سمجھا دی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خاموشی سے بیٹھا رہا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کرے تو کرے کیا۔ اس پر غصہ کرے کہ وہ اس سے پوچھے بغیر اس کے بارے میں فیصلے کیسے کر سکتی ہے؟ یا اٹھ کر چلا جائے اور مڑ کر پیچھے نہ دیکھے؟

"تم ایسا کیسے کر سکتی ہو عشوہ؟" آواز اونچی نہ تھی مگر حد درجہ الجھن لیے ہوئے تھی۔

"مجھے لگا تمہارے لیے بہتری ہو گی اس میں۔" عشوہ نے نرمی سے کہا۔ مارب نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم جانتی ہو میں لوگوں کے ساتھ جلدی نہیں گھلا ملا کرتا، پھر بھی؟" وہ ماتھے پر اپنا ایک ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ آنکھوں میں سوال تھے۔

"ہاں جانتی ہوں۔" وہ شرمندہ تھی مگر اتنی نہیں۔

"مگر دیکھو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔ کسی بھی کامیابی کے لیے اپنے کمفرٹ زون سے نکلنا پڑتا ہے۔ کفرٹ سے نکل کر آرٹ بنتا ہے۔" عشوہ نے اسے امید سے دیکھتے ہوئے سمجھایا۔

"کئی دن تو مجھے بس اس کا نام یاد کرنے میں لگ جائیں گے۔ اور تم کہہ رہی ہو میں کسی اجنبی شخص کے ساتھ بیٹھ کر لکھنا شروع کر دوں؟" مارب نے اسے بے یقینی سے دیکھتے ہوئے ہاتھ ماتھے سے ہٹایا۔

وہ دنگ رہ گیا تھا اس کے اس فیصلے پر۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔ تمہیں ابراہیم کا نام یاد ہے۔" وہ شرارت سے بولی۔

"میرا مطلب ہے اس سے اچھے رواسم قائم کرنے میں کئی دن لگ جائیں گے۔ اور پھر مجھے نہیں لگتا میں اس کے ساتھ مل کر لکھ پاؤں گا۔" مارب واضح اضطراب کا شکار ہو رہا تھا۔

"اسے بھی نہیں لگتا لیکن وہ اپنے لیے کوشش کر رہا ہے۔ آج یہاں صاف صاف بتا دو کہ رائٹر بننا چاہتے ہو یا نہیں؟"

"میں رائٹر ہی ہوں عشوہ؟" اس کے لہجے میں خود اعتمادی واضح ہوئی تھی۔

"کس کے؟ کون ہے تمہارا قاری؟" عشوہ نے ابرو اچکا کر سوال کیا۔ سوال بجا تھا، کون تھا اس کا قاری؟ کوئی نہیں۔

"لکھاری بننے کے لیے بس لکھنا ہوتا ہے، دنیا دیکھے یا نہیں۔" اس نے نظریں اس پر سے ہٹا کر جھکا دیں تھیں۔

"مگر مسئلہ تو یہ ہے کہ تم لکھتے بھی نہیں ہو۔"

مارب نظریں اس پر جمائے اسے دیکھے گیا۔ پھر دوبارہ نظریں جھکا دیں۔

نادلز کلب
Clubb of Quality Content

آخری مرتبہ اس نے کب لکھا تھا؟ ہاں اس رات جس رات عشوہ نے اسے کہا تھا کہ وہ بس دوست ہیں اور دوستی کو آگ نہیں لگنی چاہیے۔

"جو بھی کہو پر میں اس کے ساتھ ہر گز کام نہیں کروں گا۔ بلکہ کسی کے ساتھ بھی نہیں۔" اس نے حتمی طور پر صاف انکار کیا۔ اور عشوہ اسے دیکھ کر ہنسی دی۔ وہ حیران ہوا۔

"کیوں؟ شوق دو دن کا تھا بس؟ لکھاری بننے کا بخار اتر گیا سر سے؟"

"نہیں۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

"تو پھر سوچ کر بتاؤ مارب" وہ اپنا سامان اٹھا کر بیگ میں ڈالنے لگی، پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ بیگ کندھے پر لٹکایا۔ "اپنا جواب سوچ سمجھ کر دینا۔" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"اور ہاں، تم رائٹر ہو پر ایسے لکھاری جو سفر کے دوران منزل کی دشواری سے خوفزدہ ہو کر رک گیا ہے، تم نے راستہ نہیں بدلہ، تم بس رک گئے ہو، اور ابراہیم؟ وہ بھی ایسا ہی ہے۔ تم دونوں کو بس ایک قدم بڑھانے کی ہمت کرنی ہے، راستہ کٹھن ہو یا نہ ہو، اس پر چلتے رہنا ہی اسے منزل تک لے جاتا ہے، اور ہماری منزل بھی ایک ہے، راستہ بھی ایک ہے، ہم تینوں میں سے کوئی اس راستے پر آگے ہے، کوئی پیچھے، اور کوئی ساکت کھڑا ہے، مگر راستہ نہیں بدلا،

ہم تینوں لکھاری ہیں اور ہماری منزل ہماری مکمل ہونے والی کتاب ہے جو انتظار کر رہی ہے۔"

وہ اپنی بات مکمل کر کے، اس کی طرف ایک آخری امید بھری نظر سے دیکھ کر، اسے وہیں چھوڑ کر مڑ کر چل دی۔ کندھے پر بیگ لٹکا تھا۔ وہ اسے جاتا دیکھتا رہا اور پھر نظریں جھکا کر گھاس توڑنے لگا۔

اسے وہ دن یاد آئے جب وہ روزانہ لکھنے بیٹھ جایا کرتا تھا۔ پھر وہ صفحات نظروں کے سامنے لہراتے نظر آئے جو جلا کر راکھ کر دیے گئے تھے۔ اور پھر وہ رات جس رات اس نے ایک بار پھر قلم اٹھا کر کہانی لکھی تھی۔ ایک کہانی، جواب ختم ہو چکی تھی۔

"تمہارے نام" کے کور پیج کو یاد کر کے اس نے سر جھٹکا۔

مگر وہ راستے والی کیا بات کر کے گئی تھی؟ وہ سوچنے لگا۔ سر جھکا تھا اور ہاتھ گھاس کو توڑنے میں مصروف تھے۔

عشوہ کے اس کے زندگی میں آنے سے پہلے بھی وہ لکھاری تھا، ہاں مگر بیچ میں راہ سے گمراہ ہو گیا تھا اور اپنے شوق سے دوری اختیار کر لی تھی۔ وہ تب بھی راستے کے بیچ رک گیا تھا۔

اور پھر وہ راہ چھوڑ دی۔

مگر ایک اور راہ اختیار کر لی۔

اور اس الگ راستے پر لانے والی عشوہ تھی۔اور اس نے قدر کی (محبت کی)،اور اسی قدر میں اس نے جب لکھنے کا یہ والا راستہ چنا جس کی منزل ایک لڑکی کو بنایا، تو اپنے قلم پر پہلا حق اسی لڑکی کو دیا۔

مگر اب۔۔۔

اب جب وہ منزل کو پہنچ چکا ہے،اور جان چکا ہے کہ انجام اس کی خواہش کے مطابق نہ تھا، مکمل شدہ کتاب کو تالا لگا دیا ہے۔۔۔

تو اب۔۔۔

اب راہ اور منزل بدلی جا سکتی ہے۔

کیونکہ تالا ایک کتاب کو لگا ہے اس کے اندر کے لکھاری کو نہیں۔اس کے ٹیلنٹ کو نہیں۔

وہ لکھاری عشوہ کے آنے سے پہلے بھی تھا اور اس کے جانے کے بعد بھی ہے۔

Clubb of Quality Content

تو فیصلہ ہوا کہ وہ لکھے گا۔اس راستے پر چلے گا جس پر اس کے ساتھ دو اور لکھاری بھی موجود ہیں۔اس راہ پر جس کی منزل انجانی ہے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

یہ اتوار کا دن تھا اور ایک مہینہ گزر چکا تھا۔بارش کے بعد ہوا میں خنکی تھی، کھڑکیوں پر ٹپکتی بوندیں اور کاونٹر سے آتی ہوئی کافی کی مہک نے کیفے کو کھلتا ہوا رنگ دے رکھا تھا۔ایک کونے پر تین قلم اور تین لوگ ایک کہانی کے رشتے میں جڑ بیٹھے تھے۔

مارب، عشوہ اور ابراہیم۔

مکمل۔ تکون۔

عشوہ کہانی کا اگلا جملہ لکھتی، کبھی مارب کی طرف دیکھ کر اس سے تائید مانگتی اور کبھی ابراہیم کے چہرے کو غور سے پڑھنے کی کوششیں کرتی۔کیا ہی بات ہوتی اگر جو چہرے دیکھ لینے سے دل و خرد کے حال مکمل جان لیے جاتے۔دل کے احوال چہرے تک نہیں آتے، یہ آنکھوں کے پیچھے قید رہتے ہیں۔

Clubb of Quality Content

مارب اپنی عینک درست کرتے ہوئے لفظوں کو سنوار تا رہا۔

ابراہیم خاموش بیٹھا تھا، وہ کبھی انگلیوں میں قلم گھماتا، کبھی عشوہ اور مارب کو چھوٹی سی غلطی پر بھی ڈانٹ دیتا، کبھی صفحے پر جھکتے ہوئے کچھ لکھ لیتا پھر عشوہ اور مارب کے منع کرنے کے باوجود بھی اسے مٹا دیتا۔ نا جانے اس نے لکھنے کو جنگ سمجھ رکھا تھا یا وہ واقعی میں ایک جنگ میں لڑ رہا تھا۔

اسے لگتا تھا لفظ لکھ کر انہی کو دھوکا دے رہا ہے۔ مگر اسے لکھنا تھا کیونکہ کہانیاں زخموں کے ساتھ جینا سکھاتی ہیں۔

میز پر کاغزوں کا ڈھیر تھا، کچھ پر کافی کے دھبے لگے تھے اور کچھ پر جلدی میں لکھی گئی لکیریں تھیں۔

ان تینوں کے لکھنے کا انداز مختلف تھا مگر وہی الفاظ جب صفحے پر اترتے، ایک ہی ساز بجاتے، تین راگ ایک ہی دھن کی صورت اختیار کر لیتے۔

"آپ لکھتے کم ہیں، سوچتے زیادہ ہیں۔" ابرہیم کو یہ کہنے والی عشوہ ہی تھی۔ وہ ہی کہہ رہی تھی اور وہ پہلی تھی جو کہہ رہی تھی۔

"تحریر کا آدھا حصہ سوچ ہوتی ہے" ابراہیم نے جواب عام سے لہجے میں دیا تھا۔ وہ کاغذ پر کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ اسے یوں ہی دیکھ رہی تھی۔

"مگر ہماری کہانی کا آدھا حصہ تو آپ کے شور شرابے میں ہی گم ہو جاتا ہے۔" ابراہیم نے مسکراتی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ مگر لب کبھی مسکراتے تھے کیا؟ نہیں یا بہت کم۔

"میں شور کرتی ہوں؟" اس کے بے یقینی سے کہنے پر مارب نے اپنے لبوں پر اترتی مسکراہٹ کو ڈپٹا۔ ابراہیم اور مارب ساتھ بیٹھے تھے جبکہ عشوہ ان دونوں کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے لمبے سیاہ بال جوڑے میں مضبوطی سے قید تھے۔

"جی بالکل، یہاں ہم تینوں میں سب سے زیادہ آپ ہی بولتی ہیں، ہمیں بھی موقع دیا کریں اپنے نظریات پیش کرنے کا۔" وہ بس اسے سمجھانا چاہ رہا تھا۔ ان کو ساتھ کام کرتے آج دوسرا ہفتہ تھا۔ وہ تینوں ہر ہفتے تین دن ملا کرتے تھے۔

"اتنا بھی نہیں بولتی اب۔ آپ کو ہی مجھ سے کوئی مسئلہ ہے" اسے ابراہیم کی بات شاید ایک بار پھر بری لگ گئی تھی۔ ابراہیم نے بے چارگی سے گردن موڑ کر مارب کو دیکھا جس نے کندھے اچکا دیے تھے۔

"ہے نا مارب۔" عشوہ نے مارب کو دیکھ کر تائید چاہی۔

وہ تینوں ہی جانتے تھے مارب کس کے حق میں بات کیا کرتا تھا۔

"ہاں بالکل۔ تم اتنا بھی نہیں بولتی۔" مسکرا کر اسے دیکھا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

"پلاٹ ہو گیا، کریکٹرز بھی تیار ہیں، منظر نگاری مارب کرے گا، فائنل ڈرافٹ بھی وہی تیار کیا کرے گا۔ سب طے ہے بس اس تحریر کا کوئی نام نہیں ہے ابھی تک۔" عشوہ کو بڑی پریشانی لاحق ہونے لگی۔

"وہ سوچ لیں گے کبھی۔" ابراہیم نے اپنے طعین پتے کی بات بتائی تھی۔

"ہاں ایسے کہتے کہتے یہ کہانی بے نام نہ رہ جائے۔" عشوہ نے میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر ذرا آگے جھک کر کہا۔

"میں سوچوں گا کیا نام رکھا جا سکتا ہے۔" مارب نے کہا۔ وہ پوری لگن اور محنت سے اس کہانی کو لکھنا چاہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"سوچتے ہی نہ رہ جانا۔ ڈھونڈنا شروع کرو جو بہتر لگے گا رکھ لیں گے۔" عشوہ نے ابراہیم پر سے نظریں ہٹا کر مارب کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا۔

مارب نے عشوہ کی بات سن کر سر اثبات میں ہلایا۔

"نام کی فکر نہ کریں۔ وہ کبھی بھی ذہن میں آسکتا ہے۔ آپ بس اپنی پوری محنت سے اس کہانی پر کام کریں۔" ابراہیم کے ان دونوں کو کہنے پر عشوہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

ان کے قلم چلتے رہے، الفاظ جڑتے رہے۔ کبھی کوئی ہنس دیتا کبھی تینوں خاموش ہو جاتے۔ کیا معلوم کیفے کی دیواروں نے پہلی بار اتنی یکجائی دیکھی ہو۔

"کیا لگتا ہے ہم اس کہانی کو مکمل کر پائیں گے؟" کچھ دیر بعد عشوہ نے کافی کا مگ ہاتھوں میں گھماتے ہوئے کہا۔

"کہانی مکمل نہیں ہوتی عشوہ، بس ایک موڑ پر رک جاتی ہے اور باقی کی کہانی قاری کے ذہن میں چلتی رہتی ہے۔" ابراہیم نرم بھی بولا کرتا تھا وہ جان گئی تھی۔ وہ یہ بھی جان گئی تھی کہ وہ ایک مخملیں پردے کے پیچھے چھپا ہے اور وہیں میں رہنا چاہتا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ ان سے زیادہ بے تکلف نہیں ہونا چاہتا مگر روکھا بھی نہیں رہنا چاہتا۔

وقت دھیرے دھیرے گزرتا جا رہا تھا اور وہ اپنی تخلیق کے دھاگوں کو سلجھانے کی کوششوں میں لگے تھے۔

لرزتا ہوا ایک ورق تھا جس سے ہوا کھیلی تھی۔اور جس کے الفاظ تم پڑھو تو تمہیں معلوم ہو کہ کہانی ہے۔۔۔

تین لکھاریوں کی، دو کہانیوں کی اور ایک دل کی۔

تین لکھاری۔عشوہ، مارب اور ابراہیم

دو کہانیاں۔مارب اور عشوہ کی کہانی، ابراہیم اور عشوہ کی کہانی

ایک دل۔اور وہ ضرور ہی ٹوٹا کرتا ہے۔

◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇◇

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842